SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 15, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty six minutes after ten in the morning, with Mr. Chairman (Mr Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللّٰه الرحمٰن الرحیم

یٰایھاالذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیرًا
منھم ولا نسآء من نسآ ءٍ عسٰی ان یکن خیرًا منھن ولا تلمزوا
انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان و من
لم یتب فاوُلٰئک ھم الظٰلمون ہ

ترجمہ: مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں ۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو ۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے ۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں ۔

میاں رضا ربانی ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 15, 1997

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at thirty six minutes after ten in the morning, with Mr. Chairman (Mr Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یٰایھاالذین اٰمنوا لا یسخر قوم من قوم عسٰی ان یکونوا خیراً
منھم ولا نسآء من نسآ ء عسٰی ان یکن خیرًا منھن ولا تلمزوا
انفسکم ولا تنابزوا بالالقاب بئس الاسم الفسوق بعد الایمان و من
لم یتب فاوُلٰئک ھم الظٰلمون ہ

ترجمہ: مومنو! کوئی قوم کسی قوم سے تمسخر نہ کرے ممکن ہے کہ وہ لوگ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں عورتوں سے (تمسخر کریں) ممکن ہے کہ وہ ان سے اچھی ہوں ۔ اور اپنے (مومن بھائی) کو عیب نہ لگاؤ اور نہ ایک دوسرے کا برا نام رکھو ۔ ایمان لانے کے بعد برا نام (رکھنا) گناہ ہے ۔ اور جو توبہ نہ کریں وہ ظالم ہیں ۔

میاں رضا ربانی ۔ پوائنٹ آف آرڈر۔

جناب چیئرمین - جزاک اللہ - I can anticipate your point of order مجھے شجاعت حسین صاحب کا ایک پیغام آیا تھا کہ he is in the National Assembly وہ کہہ رہے تھے کہ جب اجلاس شروع ہو تو مجھے بلا لیں -

میاں رضا ربانی - شجاعت صاحب تو چلیں he is in the National Assembly لیکن سات اور وزیر ہیں اور وزیر قانون بھی ہیں اور ان کا اسی ہاؤس سے تعلق ہے - ان کو تو کم از کم ہاؤس میں موجود ہونا چاہیئے - یہ بات موصوف وزیر قانون تو کرتے ہیں پارلیمنٹ کی بالادستی کی ، لیکن پارلیمنٹ کی بالادستی یہ ہے کہ وہ خود ہاؤس میں موجود نہیں ہیں -

QUESTIONS AND ANSWERS.

جناب چیئرمین - آج تو ہمارے ممبران بھی نہیں ہیں پتہ نہیں میٹنگ ہو رہی ہے - بہرحال let us go through with the question hour چوہدری صاحب کوئی پتہ ہے ہمارے ممبران کدھر گئے ہیں ؟

چوہدری شجاعت حسین - میرے خیال میں پارلیمانی پارٹی کی میٹنگ ہو رہی ہے ، میں تو نیشنل اسمبلی میں تھا جی - وہاں پہ میرے Questions تھے اس لئے میں لیٹ آیا ہوں -

جناب چیئرمین - جی نہیں وہ انہیں بتا دیا تھا تو let us finish this. I think we can close جی سوال نمبر 40 جی اسماعیل بلیدی صاحب

40. *Dr. Muhammad Ismail Buledi: Will the Minister for Defence be pleased to state:

a) the present stage of construction work of Gawadar Airport indicating also the estimated cost, expenditure incurred; and

b) the time by which the said project will be completed?

Minister for Defence: (a) There is no development project under execution at the Gawadar Airport.

b) As at (a)

Mr. Chairman: supplementary question. No supplementary question.

جناب چیئرمین - سوال نمبر 44 جی اقبال جھگڑا صاحب،

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب اگر آپ اجازت دیں تو میں پہلے والے پر سوال کر لوں۔

جناب چیئرمین - آپ پہلے والے پر سوال کرنا چاہتے ہیں ٹھیک ہے کریں جی -

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - اگر جواب چوہدری صاحب پڑھ دیں تا کہ وہ --

چوہدری شجاعت حسین - جناب والا! اس کے دو حصے ہیں، کسی الیکٹریکل اور میکینیکل انجینئر ---

جناب چیئرمین - چوہدری صاحب پہلے 40 کا جواب پڑھ دیں - سوال نمبر 40 ہے اس کا جواب پڑھ دیں -

چوہدری شجاعت حسین - میں نے سمجھا کہ وہ ختم ہو چکا ہے -

جناب چیئرمین - نہیں وہ ہم نے ختم کر دیا تھا لیکن وہ کہتے ہیں کہ میں سوال پوچھنا چاہتا ہوں وقت ہے تو -

Ch. Shujaat Hussain: (a) There is no development project under execution at the Gawadar Airport.

(b) As it is..

جناب چیئرمین - جی جناب

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب گوادر ائیر پورٹ پر جو بلڈنگ بنی ہوئی ہے، کیا وہ ناکافی ہے کہ یہ اگلی کنسٹرکشن کی یہاں پر بات ہو رہی ہے -

چوہدری شجاعت حسین - جناب والا! میں نے جواب میں لکھا ہے کہ کوئی ایسا منصوبہ نہیں ہے -

Mr. Chairman: There is no development project under execution.

ڈاکٹر صفدر علی عباسی ۔ تو کیا ابھی وہاں پر جو بلڈنگ بنی ہوئی ہے وہ کافی ہے موجودہ ٹریفک کی صورت حال کو مد نظر رکھتے ہوئے ۔

جناب چیئرمین ۔ چوہدری شجاعت حسین صاحب

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! ظاہر ہے کافی ہو گی تب ہی تو نیا منصوبہ نہیں بنایا جار رہا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ جناب سیف اللہ پراچہ صاحب ۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ جناب والا ! میرا ضمنی سوال یہ ہے کہ حال ہی میں Prime Minister صاحب ECO میٹنگ میں گئے ہیں اور گوادر کی بڑی اہمیت ہے کیا وزیر صاحب کوئی یقین دہانی کروائیں گے کہ گوادر کی communication links جس میں ائیر پورٹ بھی included ہے اس کے اوپر خصوصی توجہ دی جائے گی تاکہ جو ہماری commitments ہیں with the ECO countries اس کو ہم meet کر سکیں ۔

جناب چیئرمین ۔ جی چوہدری شجاعت حسین ، وزیر داخلہ صاحب ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب 9th five year plan میں یہ منصوبہ رکھا گیا ہے کہ وہاں پر اگر اس کی financing کا arrangement ہو گیا پھر اس کی توسیع کا منصوبہ آئے گا ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی ، any other question کوئی سوال نہیں ہے جی ، اگلا سوال جی نمبر 44 ظفر اقبال جھگڑا صاحب ۔

@44 *Engr. Iqbal Zafar Jhgra: Will the Minister for Defence be pleased to state:

a) whether it is a fact that some engineers of E&M branch of CAA has been given acting charge of higher Pay Group i.e. PG-9 in violation of rules, if so, its reasons; and

@ Deferred from 8th May, 1997.

b) whether it is also a fact that the qualified Airworthiness Surveyors have not been given promotion against the vacant posts of Airworthiness Surveyors (PG-9), if so, its reasons?

Minister for Defence: (a) No. E&M Engineer has been given charge of the higher post in violation of rules.

b) There is no Officer (PG-9)eligible for promotion to the higher post in the cadre of Senior Airworthiness Surveyors (PG-9).

جناب چیئرمین - جی چوہدری صاحب جواب پڑھ دیں 44 - کا جی -

چوہدری شجاعت حسین - کسی الیکٹریکل اور مکینیکل انجینیئر کو پے گروپ کا عہدہ قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے نہیں دیا گیا - اور B کا جواب ہے جناب والا! کہ پے گروپ آٹھ کے کسی آفیسر کوگروپ 9 میں سینئر سپروائزر کی آسامی پر ترقی نہیں دی گئی - دونوں کا جواب نفی میں ہے -

جناب چیئرمین - شکریہ جی ۔ کوئی اور سوال جی ۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ یہ جو Airworthiness Surveyor کی جو پوسٹ ہے یہ بنیادی طورپر pay group 8 کی پوسٹ ہے یا pay group 9 کی پوسٹ ہے۔

چوہدری شجاعت حسین - کون سی جی

ڈاکٹر صفدر علی عباسی - یہ Airworthiness Surveyor جس کا پوچھا گیا ہے آپ سے کہ یہ جو پوسٹ ہے وہ pay group 8 کی ہے یا pay group 9 کی ہے -

چوہدری شجاعت حسین - یہ pay group 8 کی ہے -

جناب چیئرمین - Pay group 8 کی ہے جی ، کوئی اور سوال جی ،نہیں ہے جی ،اگلا سوال جی نمبر 45 اقبال ظفر جھگڑا صاحب -

@45. *Engr. Iqbal Zafar Jhgra: Will the Minister for defence be pleased to state whether it is a fact that the candidates who applied for the advertised post of Air-worthiness Surveyor, PG-8 are being considered for employment in PG-9, if so, its reasons?

Minister for Defence: No.

جناب چیئرمین - جواب چوہدری صاحب پڑھ دیں -

چوہدری شجاعت حسین - جواب NO میں ہے جی -

جناب چیئرمین - No کوئی اور سوال جی ،جی اقبال حیدر صاحب -

سید اقبال حیدر - جناب محترم وزیر صاحب سے میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ جب آپ نے اس پوسٹ کو advertise کیا تھا اور اس کے جواب میں متعدد افراد نے اپنی درخواستیں فائل کی ہیں تو ان کو کیوں نہیں consider کیا جارہا ہے اور اگر نہیں consider کیا جارہا ہےتو جیسے کہ جواب ہے No تو پھر advertise کرنے کا کیا مقصد تھا -

جناب چیئرمین - آپ شاید میرے خیال میں سمجھے نہیں ہیں ،وہاں پر لکھا ہوا ہے

whether persons who applied for the post of Airworthiness Surveyors, PG-8 کہ
are being considered for employment in PG-9 یعنی یہ نہیں کہ consider نہیں ہو رہا
for PG-8. PG-8 میں ہو رہا ہے ، 9 میں بھی ہو رہا ہے - کوئی اور سوال جی ، کوئی سوال نہیں
ہے - اگلا سوال جی بشیر احمد مٹہ صاحب نمبر 48

@48. *Mr. Bashir Ahmad Matta: Will the Minister for Defence be pleased to state whether there is any proposal under consideration of the Government to start a direct flight of a Jet aircraft between Quetta and Peshawar.

Minister for Defence: Yes. A proposal is being considered by PIA to provide direct airlink between Quetta-Peshawar-Quetta with Airbus, two

---

@Deffered from 8th May, 1997.

flights per week, latest by 30th June, 1997.

جناب چیئرمین ۔ چوہدری صاحب اس کا جواب بھی پڑھ دیں ۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جی ہاں پی آئی اے کوئٹہ' پشاور 'براہ راست رابطہ بذریعہ ائیر بس جہاز سے دوبارہ شروع کرنے کی تجویز زیر غور ہے ۔ اس تجویز پر عمل درآمد جون تک متوقع ہے جی ۔

جناب چیئرمین۔جی اکرم شاہ صاحب۔

جناب اکرم شاہ خان۔ جناب چیئرمین صاحب! کوئٹہ اور پشاور ہماری دو صوبائی حکومتیں ہیں لیکن جناب! دنیا میں کوئی ایسی مثال نہیں ملتی کہ یہ ہماری دو صوبائی حکومتیں نہ تو ریلوے کے ذریعے اور نہ ہی سڑک کے ذریعے ' نہ ہوائی جہاز کے ذریعے آپس میں ان کا رابطہ ہے۔ جناب چیئرمین صاحب! پہلے فوکرہوائی جہاز کی ہفتے میں دو پروازیں ہوا کرتی تھیں۔ وہ بھی بند کر دی گئی ہیں بلکہ اس سے پہلے بھی یقین دہانی کرائی گئی تھی کہ ہم کوئٹہ اور پشاور کے درمیان جہاز چلائیں گے ۔ پچھلے سال بھی میرا یہ سوال تھا لیکن اس کے بعد کچھ بھی نہیں ہواتو اس میں ' میں وزیر صاحب سے یہ گزارش کروں گا کہ ہماری پشاور اور کوئٹہ دو صوبائی حکومتیں ہیں وہ کسی ذریعے سے ' نہ زمینی راستے سے ' نہ سڑک کے ذریعے ' نہ ریلوے کے ذریعے اور نہ ہوائی راستے سے ان کا کوئی رابطہ ہے تو مہربانی کر کے پروازیں بھی بڑھائیں اور بڑے جہاز بھی مہیا کریں۔

جناب چیئرمین۔ جی شجاعت صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین ۔جناب والا! اس سلسلے میں پی آئی اے والے حج پروازوں کے بعد پروازیں چلانے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ شاہ صاحب آپ کیسے کہتے ہیں کہ پشاور اور کوئٹہ کا رابطہ نہ ریل کے ذریعے ہے ' نہ سڑک کے ذریعے ہے کیونکہ سڑک اور ریل کے ذریعے رابطہ تو ہے ۔

جناب اکرم شاہ خان۔ جناب والا! سڑک کے ذریعے یا ریل کے ذریعے رابطہ تو ہے یعنی ریل کے ذریعے آدھا سندھ اورپورا پنجاب' کوئٹہ سے جب آپ چلیں گے تو آپ سکھر جائیں گے' پہلے آپ سندھ جائیں گے پھر پورے پنجاب سے گزر کر آپ کو پشاور جانا پڑے گا ۔

جناب چیئرمین۔ تو اچھا ہے کہ آدمی سارے صوبوں کی سیر کرتا ہوا پشاور پہنچتا ہے۔ سیدھا پہنچ گیا تو کیا مزہ آئے گا۔

جناب اکرم شاہ خان۔ جناب والا! زمینی راستے سے سڑک کے ذریعے آپ پہلے کشمور جائیں گے ، پورے پنجاب سے ہوتے ہوئے سندھ میں داخل ہوں گے حالانکہ کوئٹہ اور پشاور کا راستہ تقریباً 500 میل بنتا ہے ۔

جناب چیئرمین۔ تو کیا ژوب سے ڈی آئی خان' پشاور کا راستہ نہیں ہے ؟

جناب اکرم شاہ خان۔ جناب! اس راستے پر ہم بار بار اصرار کرتے ہیں لیکن وہ بند پڑا ہے ۔ جناب کوئٹہ اور پشاور 500میل کا فاصلہ ہے لیکن کم از کم کوئٹہ سے پشاور پہنچنے میں دو ، تین دن لگتے ہیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی جناب صفدر عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی۔ جناب والا! میں وزیر صاحب سے' جیسے کہ اکرم شاہ صاحب نے پوچھا ہے' کیا ہم اس کو بالکل positively سمجھیں کہ air link کوئٹہ تا پشاور 30 جون تک ہوجائے گا۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب! تاریخ تو نہیں دی جا سکتی بہرحال حج پروازیں ختم ہونے کے بعد پی آئی اے والوں نے کہا ہے کہ ہم سروے کرنے کا ارادہ رکھتے ہیں ۔شیڈول تو پی آئی اے والوں نے ہی دینا ہے ۔

جناب اکرم شاہ خان۔ جناب ! یہاں پر Jet ایئر کرافٹ لکھاہے۔ آیا یہ فوکر جہاز ہوتا ہے یا بڑا جہاز۔

Mr. Hussain Shah Rashdi: Yes . A proposal is being considered by PIA to provide direct airlink between Quetta-Peshwar-Quetta with Airbus, two flights per week, latest by 30th June, 1997.

جناب چیئرمین۔ اچھا ایئربس کی بات ہے ۔ جی اگلا سوال نمبر 89 خواجہ قطب الدین صاحب۔

@89 . *Khawaja Qutabuddin: Will the Minister for Railways be

pleased to state:

a) the progress made so far in implementing the Railways OPEN ACCESS POLICY (RECO);

b) Whether Pakistan Railways has made arrangement for the delivery of million tons of fuel oil to the privat_ power plants if the implementation of RECO is delayed further; and

c) the details of the penalties payable to private power plants in case Pakistan Railways fail to make the delivery in time?

Ch. Shujjat Hussain: (a) Implementation of the Open Access Policy is the responsibility of the Private Power and Infrastructure Board (PPIB) which is now functioning under the Privatization Commission as designated by the Cabinet in its decision dated 27th January, 1997.

b) Pakistan Railway has already committed to transport one million tonnes of furnace oil to the upcoming private power plants. An agreement with PSO for transportation of the fuel is under finalization.

c) No agreement has been signed by Pakistan Railway with any power plant for the supply of the fuel to them. The agreement is between the PSO and the plants. The question of payment of penalty to the power plant therefore restswith the PSO.

جناب چیئرمین۔چوہدری صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

چوہدری شجاعت حسین۔ جناب! اس کا جواب بڑا لمبا ہے۔

جناب چیئرمین۔ آپ پڑھ دیں کیونکہ وقت ہے۔ implementing of the Railway OPEN ACCESS POLICY.

چوہدری شجاعت حسین - implementing of the Railway Open Access

Policy مورخہ تین اپریل کو ریلوے کو کہا ہے کہ ایک ملین تیل private power plants کو پہنچانے کا جائزہ لے۔ اس سلسلے میں جو پلانٹ متعین کئے گئے ہیں وہ آٹھ ہیں جن کو ریلوے کے ذریعے یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ تیل مہیا کیا جائے، جن میں اے ایس آئی لال پری، اے ایس آئی پاور لال پری، جاپان پاور، صبا پاور، سعود پاور رائے ونڈ میں ہے۔ جناب! یہ سارا پڑھ دوں۔

جناب چیئرمین : یہ چوہدری صاحب، میرے خیال میں مختصر ہے۔ پورا پڑھ لیں۔ یہ جو آپ پہلے پڑھ رہے تھے open access policy والا یہ وہ سوال ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : Open Access Policy کے نفاذ کی ذمہ داری پرائیویٹ پاور اور انفراسٹرکچر بورڈ پر ہے جو کہ کابینہ کے فیصلے مورخہ ۲۷ جنوری کے مطابق privatization commission کے تحت کام کر رہا ہے۔

پاکستان ریلوے نے ایک ملین ٹن فرنس تیل ابھرتے ہوئے پاور پلانٹ تک پہنچانے کے لئے پہلے ہی رضامندی ظاہر کر دی ہے۔ اس سلسلے میں PSO کے ساتھ ایک معاہدہ زیر تکمیل ہے۔

پاکستان ریلوے نے کسی بھی پاور پلانٹ کو تیل کی سپلائی کے لئے کوئی معاہدہ نہیں کیا۔ ایسا معاہدہ PSO اور پاور پلانٹ کے درمیان ہے۔ پاور پلانٹ کو جرمانے کی ادائیگی کا مسئلہ PSO کی حد تک ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ جناب راشدی صاحب۔

جناب حسین شاہ راشدی : جناب چیئرمین! وزیر موصوف ذرا وضاحت سے بتائیں گے کہ Open Access Policy کیا ہے تاکہ عوام کو معلوم ہو۔ یہ ایک مبہم سا لفظ ہے۔

جناب چیئرمین : جی وزیر برائے داخلہ۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب Open Access Policy وہ ہے کہ جہاں پر حکومت خود کام کرنے سے قاصر ہے۔ کئی ایسے معاملات ہیں جہاں پر حکومت نے یہ فیصلہ کیا تھا کہ لوگوں کو اجازت دی جائے کہ وہ خود اپنے طور پر arrange کریں اور ان کو ایسی جگہ متعین کر دی جائے، ریلوے track متعین کر دیئے جائیں، ایک جگہ سے دوسری جگہ پر جانے کے لئے۔ پرائیویٹ طور پر وہ خود ہی بوگیوں کا arrangement کریں اور باقی چیزوں کا بھی اور پرائیویٹ

سیکٹر کے اندر یہ تمام ریلوے کا نظام سیکٹر وائز متعین کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ سیف اللہ خان پراچہ صاحب۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ : جناب چیئرمین ! As Chairman of Senate Standing Committee on planning and Development. اس مسئلے پر بڑا غور و خوض ہوا۔ پاشا صاحب اس میٹنگ میں خود تشریف لائے تھے--- یہ ناممکن ہے۔ ہوگا ہی نہیں۔ اس وقت ۳ مہینے تاخیر تھی۔ پھر میں نے ایک بڑے آفیسر سے پوچھا ، جس کا میں نام نہیں لینا چاہتا ، تو اس نے کہا کہ جناب جب آپ نے میٹنگ کی تو ۳ مہینے تاخیر تھی اب ۶ مہینے ہو گئے ہیں۔ اب اس مسئلے کو ۹ مہینے ہو گئے ہیں۔ تو میرا وزیر صاحب سے سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ یہ بڑا serious معاملہ ہے۔ PSO سے ہم نے اس وقت بھی پوچھا تھا ۔ انہوں نے کہا کہ ہمارا back to back معاہدہ ہے ریلوے سے۔ اگر ہم سے پاور پلانٹ کا پوچھیں گے تو ہم ریلوے سے مطالبہ کریں گے۔ تو یہ مسئلہ حل نہیں ہوگا ۔ کیا وزیر صاحب ذاتی توجہ دے کر اس مسئلے پر ، کیونکہ یہ بڑا serious معاملہ ہے--- ریلوے نہیں کر رہی، ان کے پاس بوگیاں نہیں ہیں، ان کے پاس انجن نہیں ہیں۔ شیر شاہ اور فیصل آباد کے درمیان ڈبل track نہیں ہے اور ہر چیز تاخیر سے ہو رہی ہے۔ اس کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ کیا وزیر صاحب اس پر ذاتی غور فرمائیں گے اور پاشا صاحب سے بھی اس پر بات کریں گے ۔

جناب چیئرمین: جی وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب چیئرمین ! میرا خیال ہے کہ اگر میں نے اسی طرف بات چلانے کی کوشش کی تو پھر شاید اس کو تنقید سمجھا جائے ۔ دراصل پچھلی حکومت نے واقعی ایسا ہی ایک جرم کیا ہے اس ملک کے ساتھ یہ پاور پلانٹ والا۔ انہوں نے معاہدے کر لئے، انہوں نے تیل سپلائی کرنے کا بھی معاہدہ کیا اور جرمانے بھی برداشت کرنے کا کہہ دیا کہ PSO جرمانے برداشت کرے گی۔ اب یہ تمام چیزیں جو ہیں ان کو حل کرنے کے لئے کوشش کی جا رہی ہے کہ ریلوے کے ذریعے یہ تمام معاملات حل ہوں۔ ریلوے پوری کوشش کررہی ہے کہ معاملات حل ہوں لیکن یہ اتنے آسان نہیں ہیں۔ معاہدات بڑے غلط درج ہو چکے ہیں لیکن ان کو اب honour کرنا بھی حکومت کا ایک فرض بنتا جا رہا ہے۔ یہ تمام گھپلا اس وقت سے شروع ہے۔ اس کو حل

کرنے کے لئے کافی وقت لگے گا اور کافی دقتیں اس میں آ رہی ہیں۔

جناب چیئرمین : شکریہ جی۔ ڈاکٹر صفدر علی عباسی صاحب۔

ڈاکٹر صفدر علی عباسی : جناب چیئرمین! جیسے وزیر صاحب نے کہا کہ بات کریں گے تو بات ذرا controversial ہو جائے گی۔ تو میں پھر ان سے یہ request کروں گا کہ ان کی جو implementation تھی اگر یہ ٹائم پر شروع ہوتی۔ اب بھی میں سمجھتا ہوں کہ وقت ہے۔ جو ان کے پاس پاور پلانٹ آنا ہے کمیشن کے بعد وہ بھی غالباً ۱۹۹۸ء میں آنا ہے۔ اب بھی وقت ہے۔ میں ان سے یہ request کروں گا کہ ان کی گورنمنٹ ہے، تو جو معاہدے ہم نے fulfil کرنے ہیں تو یہ kindly کوشش کریں کہ یہ ریلوے کے ساتھ اور PSO کے ساتھ supply کا معاملہ حل ہو جائے۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ میرا وزیر موصوف سے ضمنی سوال یہ ہے کہ یہ جو بیرونی ممالک سے power plants کے معاہدے ہوئے ہیں اور یہ supply ریلوے کو کرنی ہے ۔ کیا یہ اس پر توجہ دیں گے کہ اس ملک کے اندر خود ریلوے کا سسٹم ناکارہ ہو گیا ہے۔ وہ کسی کام کا ہی نہیں رہا ہے، اس کے پاس لوگوں کے لئے نہیں ہے تو power plants اور ان کو وہ کہاں سے بوگی اور دوسری چیزیں دیں گے ۔ کیا یہ پہلے جو ریلوے کا سسٹم ہے اس پر توجہ دیں گے۔

جناب چیئرمین۔ جی منسٹر صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ معزز ممبر درست فرما رہے ہیں تبھی تو میں نے پہلے یہ جواب دیا ہے کہ واقعی یہ دقتیں محسوس ہو رہی ہیں ۔ ریلوے کے سسٹم پر بہت انقلابی قسم کی تبدیلیوں کی ضرورت ہے ، اس لئے یہ تمام دقت ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی تاج حیدر صاحب۔

جناب تاج حیدر۔ میں یہ پوچھنا چاہوں گا کہ کیا حکومت نے pipeline option پر غور کیا ہے ۔ جس میں transportation cost بہت کم ہے جو کہ چند ماہ کے اندر لگائی جا سکتی ہے اور جس کو BOT basis پر شروع کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ اس پر خرچہ کتنا ہو گا ، اصلی بات تو یہ ہے۔

جناب تاج حیدر ۔ جناب یہ BOT basis پر ہو گا۔ یعنی کوئی بھی باہر کے contractors آ کر اس پائپ لائن کو لگا سکتے ہیں ، investment اور 20,15 سال کے اندر اپنا سرمایہ recover کر کے اس کو گورنمنٹ آف پاکستان کو transfer کر سکتے ہیں۔

جناب چیئرمین۔ جی چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا اگر ان کے پاس کوئی ایسی پارٹی ہے جو پرائیویٹ سیکٹر میں کچھ کرنا چاہتی ہے تو اس کو سامنے لے کر آئیں، ان کی proposal دیکھی جا سکتی ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی سیف اللہ خان پراچہ صاحب۔

جناب سیف اللہ خان پراچہ۔ جناب وزیر صاحب نے خود اپنے سوال کے جواب میںکہا کہ مختلف محکمے اس میں دخل انداز ہیں ، جس میں PPIB ہے جو کہ Ministry of Water & Power کی ہے ، اسی طرح ریلوے ہے ، اسی طرح PSO ہے منسٹری آف پیٹرولیم کی وغیر وغیرہ۔ تو یہ جب تک ذاتی توجہ نہیں دیں گے تو میں سمجھتا ہوں یہ مسئلہ آگے نہیں بڑھے گا ۔ کیا وزیر صاحب اس مسئلے پر ذاتی طور پر توجہ دیں گے تا کہ یہ مسئلہ آگے چلے اور ملک کو نقصان نہ ہو۔

جناب چیئرمین۔ جی وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب میں بھی ذاتی طور پر توجہ دیتا ہوں ، پراچہ صاحب سے درخواست کروں گا وہ بھی ذاتی طور پر متوجہ ہوں تو اس پر عملدرآمد ہو سکتا ہے۔

جناب چیئرمین۔ شکریہ۔ جی راشدی صاحب تجویز دے دیں۔

جناب حسین شاہ راشدی ۔ میری تجویز یہ ہے کہ وزیر صاحب سے کہیں کہ وہ راولپنڈی سے لے کر لاہور تک ریل کا سفر ضرور کریں۔ اس کے بعد آ کر بتائیں کہ ریلوے کی کیا پوزیشن ہے۔

جناب چیئرمین۔ جی وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین ۔ جناب والا! روالپنڈی سے لاہور تک نہیں ، راولپنڈی سے

کراچی تک لیکن وہ بھی میرے ساتھ چلیں گے۔

جناب چیئرمین۔ ٹھیک ہے جی منظور ہے۔

جناب حسین شاہ راشدی۔ جناب ہم دونوں بے ہوش واپس آئیں گے۔

جناب چیئرمین ۔ مشاہد حسین صاحب میں نے پہلے بھی آپ سے عرض کیا تھا کہ آپ کی جو Television coverage ہے اس کی voice quality بہت ہی poor ہے۔

I don't know why it has not improved despite the fact that they have now been doing it for some days , is it such a big problem?

Mr . Mushahid Hussain: I gave them instructions . They say that they have to something link with the internal cord or wire. We will work it out sir. I am sorry for that.

Mr . Chairman: You see , you can hardly understand what is happening.

لوگ کہیں گے کہ وہاں پر کوئی عجیب باتیں ہو رہی ہیں، کچھ سمجھ میں نہیں آ رہا کہ کیا ہو رہا ہے۔

جناب مشاہد حسین ۔ جناب پرسوں میں نے اشک آباد میں debate سنی تھی وہ تو بڑی interesting تھی اور -----

Mr . Chairman: So that must be something with the Ashqabad system because.......

جناب مشاہد حسین۔ اعتراز صاحب کی گورنمنٹ پر بڑی criticism ہو رہی تھی اور وہ بڑی کھل کر آ رہی تھی۔ میں وہ دیکھ لوں گا۔ However, I will look into it .

Mr . Chairman: It is very poor , very bad and I think , also the members sitting at the back , I think , the lighting arrangements need to be improved because the faces at the back are very dark.

صرف آپ کا چہرہ چمکتا ہے یا سامنے والوں کا چمکتا ہے۔ جی شیخ رفیق صاحب۔

شیخ رفیق احمد ۔ میں Advisor for Information سے تھوڑی سی ترمیم کے ساتھ یہ درخواست کرنا چاہتا ہوں کہ they also serve who sits and waits

جناب حسین شاہ راشدی۔ یہ تو ایک اچھا قدم ہے کہ وقفہ سوالات ٹیلیویژن پر دکھایا جاتا ہے۔ میری گزارش مشاہد صاحب سے یہ ہو گی کہ کم از کم وقت کوئی ڈھنگ کا ہو جس پر یہ پیش کریں۔ تین روز پہلے انہوں نے 12.35 پر سینٹ کے وقفہ سوالات کی کارروائی دکھائی ' حالانکہ ہم بھی دلچسپی رکھتے تھے یہ دیکھنے کے لئے مگر اُدھر دیکھنا پڑتا تھا اور اِدھر نیند تھی تو میں نے وہ پورا پروگرام نیم باز آنکھوں سے دیکھا تھا۔ تو بہتر یہ ہے کہ اسے کسی ڈھنگ کے وقت پر چلایا جائے تا کہ عوام دیکھ سکیں ۔

جناب چیئرمین۔ جی مشاہد حسین صاحب۔

جناب مشاہد حسین ؛ because the National Assembly session بھی چل رہا ہے اور سینٹ کا اجلاس بھی چل رہا ہے۔ قومی اسمبلی کا میں نے ٹائم فکس کیا تھا 10:30 to 11:30 اس لئے ٹائم vary کرتا ہے۔ تو اب یہ پرابلم ہو جاتا ہے کہ لیٹ ہو جاتا ہے' and I am sorry for that, but we will try to work out the logistic of this.

جناب چیئرمین، لیکن ایک چیز تو ثابت ہو گئی ہے کہ باقی قوم دیکھتی ہے یا نہیں دیکھتی ہے، ممبران ضرور اٹھ کر دیکھتے ہیں ساڑھے بارہ بجے بھی۔

جناب مشاہد حسین ؛ نہیں ' جناب بڑی قوم دیکھ رہی ہے۔ internationally لوگ کہہ رہے ہیں کہ یہ بڑا جمہوری اقدام ہے' گورنمنٹ کو بہت complements آئے ہیں کہ انہوں نے open up کیا ہے۔

Mr. Chairman: I think it is a very good initiative but we need to improve the quality which is very bad and I think you should take note of it immediately and if it again is repeated, this bad quality, then certain action needs to be taken.

Mr. Mushahid Hussain: Right, sir.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: جی سوال نمبر 90 سیف اللہ خان پراچہ صاحب۔

90. *Mr. Saifullah Khan Paracha: Will the Minister for Defence be pleased to state:

a) the criterion adopted for annual evaluations and assessments of the houses or properties situated within the limits of a Cantonment;

b) whether the notices recently issued by the quetta Cantt. Board under Section 68/71 of the Cantonment Act are in accordance with the said criterion; and

c) whether it is a fact that the annual evaluations and assessments madeby Quetta Cantt Board are the highest of all Cantt. Boards?

Minister for Defence:(a) The Criteria adopted for annual evaluation and assessment of houses and properties within the limits of Cantonment are:

i) The estimated market value of the land,

ii) the estimated cost of erecting the building,

iii) the prevailing rents in the neighbourhood, and

iv) the locality where the building is situated.

b) Yes.

c) No.

جناب سیف اللہ خان پراچہ: جناب والا! عرض یہ ہے کہ پراپرٹی کی جو assessment ہوتی ہے، کوئی تک ہوتی ہے، year by year پندرہ فیصد بڑھانا ہے، بیس فیصد بڑھانا ہے، مگر کوئٹہ میں کئی سو فیصد اچانک بڑھا دیا گیا ہے۔ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ نہیں ایسا نہیں ہے، C کے جواب میں۔ دوسری طرف وہاں پر یہ ہو رہا ہے کہ several hundred percent they have increased, there is no relevance to a steady increase of

دس فیصد ہو، پندرہ فیصد ہو، بیس فیصد ہو ، whatever it is تو کیا property assessment.
وزیر صاحب اس میں ذرا غور فرما کے، سارے کیس کو دیکھ لیں، اور یہ ایک آدمی کا قصہ نہیں ہے، civilian لوگ جو وہاں کوئٹہ چھاؤنی میں رہتے ہیں، ان کی property assessment کا معاملہ ہے ، ایک انصاف پسند نظام ہو جائے، جس کے تحت یہ assessment بڑھائی جائے۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! کنٹونمنٹ بورڈ نے ایک criteria بنا رکھا ہے، جس کی تفصیلات دے دی گئی ہیں۔ اگر معزز ممبر کے پاس اس سلسلے میں کوئی خاص مثال ہو تو وہ مجھے بتا دیں تو اس کے اوپر نوٹس لیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر : جناب والا! میں یہ سوال پوچھنا چاہوں گا کہ جہاں تک evaluation کا تعلق ہے، جواب میں یہ فرمایا گیا ہے کہ یہ کنٹونمنٹ بورڈ فیصلہ کرتا ہے اس سلسلے میں حکومت کی بھی direction یا ہدایات موجود ہیں، یا یہ فیصلہ صرف local cantonment board کے استصواب پر ہی ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! وزارت دفاع نے تو انہیں ایک criteria دینا ہوتا ہے کہ اس کے تحت آپ کریں اور یہ کنٹونمنٹ بورڈ کی صوابدید پر ہی ہوتا ہے کہ وہ فیصلے کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب آفتاب احمد شیخ صاحب۔ آج بڑے دنوں کے بعد تشریف لائے ہیں۔

جناب آفتاب احمد شیخ : جناب والا! میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ

sir, whether the public at large is allowed to participate in the fixation of the rate of tax facility. Their objection, sir, heard, it is publicised and after objection whether this is decided or they take decision in their own offices.

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! کنٹونمنٹ بورڈ بااختیار ادارہ ہے وہ فیصلے خود کرتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب حاجی جاوید اقبال عباسی صاحب۔

حاجی جاوید اقبال عباسی : جناب والا! میرا سپلیمنٹری سوال یہ ہے کہ کنٹونمنٹ ایکٹ 1924ء میں بنا تھا' آیا وزیر موصوف بتائیں گے کہ جبکہ اب پاکستان کو بنے ہوئے پچاس سال ہو چکے ہیں تو اس انگریز کے دور کے ایکٹ میں ' اب موجودہ پاکستان میں ' اس ایکٹ میں کوئی ترمیم لانے کی کوئی تجویز زیر غور ہے۔ میں چاہوں گا کہ وہ اس کی مکمل تفصیلات دیں کیونکہ جہاں جہاں لوگ کنٹونمنٹ بورڈ کے ایریا میں رہ رہے ہیں وہ انتہائی تکلیف اور پریشانی میں ہیں۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! اس کے بارے میں fresh question بھیج دیا جائے تا کہ تفصیل کے ساتھ جواب دیا جا سکے۔

جناب چیئرمین: جناب جمیل الدین عالی۔

جناب جمیل الدین عالی : جناب چیئرمین! صدر سے کلفٹن تک کنٹونمنٹ declare ہوا ہے' حالانکہ عملی طور پر ایسا نہیں ہے' یہ پچاس برس پہلے کی بات ہے کہ اس کے کچھ علاقے کنٹونمنٹ کے دائرے میں آتے تھے۔ اب صدر سے لے کر کلفٹن تک اور ڈیفنس ہاؤسنگ سوسائٹی تو ان کا نام ہے ہی' تو ان تمام ایریاز میں یہ جو پانچ criteria بتائے گئے ہیں' میں بات کر رہا ہوں سوال نمبر 90-A کے حوالے سے' تو جناب والا! ان میں کوئی equitable proportion نہیں ہے اس criteria میں' کبھی کچھ ہو جاتے ہیں' کبھی کچھ ہو جاتے ہیں اور ہمارے لوگوں کا evaluation بھی غلط آتا ہے ' کبھی کسی علاقے کو کچھ کر دیتے ہیں ۔ Income Tax authorities کچھ لیتی ہیں اس کا' ان تمام میں ایک تو co-ordination نہیں ہے۔ دوسرا یہ کہ ان کی اپیل نہیں ہے۔ جہاں تک میں جانتا ہوں کیونکہ میں بھی ان ہی علاقوں میں سے ایک میں رہتا ہوں کہ مثلاً پانی نہیں آ رہا ہے لیکن وہ سمجھتے ہیں کہ اس ایریا میں پانی آتا ہے۔ وہ سینکڑوں

سہولیات نہیں ہیں جو کنٹونمنٹ میں ہوتی ہیں اور جن کے برابر ان کی evaluation بڑھ جاتی ہے اور اس زمین یا مکان کی بڑھنی چاہیئے' تو ان کے ہوتے ہوئے جناب یہ کیسے formula apply ہوتا ہے' ذرا وزیر صاحب اس پر غور کر لیں ۔ دوسرے یہ کہ appeal or regular revisionary survey ہر دو یا تین برس بعد ہو جایا کرے تو authentic ہو گا لیکن اپیل ضرور ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: جی جناب وزیر داخلہ صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! انہوں نے دو معاملات کے بارے میں پوچھا ہے۔ انہوں نے جن معاملات کا ذکر کیا ہے وہ کراچی کے ہیں۔ عین ممکن ہے کہ کوئٹہ اور کراچی کے معاملات مختلف ہوں' جیسا کہ انہوں نے خود ہی ذکر کیا ہے پانی کے مسئلے کے بارے میں۔ تو یہ ظاہر کہ کوئٹہ میں پانی کا مسئلہ اور ہو گا کراچی میں اور ہو گا۔ کراچی کے سلسلے میں اگر وہ fresh question بھیجیں تو زیادہ مناسب ہو گا۔ دوسری انہوں نے ایک تجویز دی ہے' اس پر غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: ذرا مختصر بات ہو تو سمجھ آ جائے' آپ بات ہی اتنی لمبی کرتے ہیں۔

جناب جمیل الدین عالی : جناب والا! میں یہ عرض کر رہا ہوں کہ میں جزو A کے بارے میں بات کر رہا ہوں' یہ صرف کوئٹہ کے بارے میں نہیں ہے' یہ ہے جناب

criterion adopted for annual evaluation and assessment of the houses or properties situated within the limits of a cantonment, it is not Quetta cantonment all the time, a cantonment may be Karachi cantonment. ..

Mr. Chairamn: So, what is the question regarding Karachi.

جناب جمیل الدین عالی : جناب والا! سوال یہ تھا کہ کیا وزیر موصوف اس بات پر غور فرمائیں گے یا انکوائری فرمائیں گے کہ وہاں دوسری cantonments کے مقابلے میں وہاں کے criteria وہ fair نہیں ہیں' smooth نہیں ہیں اور وہ situation بہت سارے علاقوں پر apply نہیں کرتی جو دوسرے علاقوں پر apply کرتی ہے۔

جناب چیئرمین: جناب والا! سوال نہیں سمجھ آ رہا ہے کہ آپ کا سوال کیا ہے ۔

جناب جمیل الدین عالی : جناب والا! سوال یہ ہے کہ کراچی کے کنٹونمنٹ میں discriminatory سلوک ہے یا نہیں۔ کیا ان کو یہ بات معلوم ہے۔

جناب چیئرمین: وہ فرما رہے ہیں کہ کراچی کنٹونمنٹ میں discriminatory سلوک ہو رہا ہے۔ یہ صحیح ہے یا غلط ہے۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! میرے خیال میں ایسا ہونا تو نہیں چاہیئے' اگر ان کے پاس ایسی کوئی مثال ہے تو اس پر ضرور غور کیا جا سکتا ہے۔

جناب چیئرمین: جی جناب الیاس بلور صاحب۔

Mr. Ilyas Ahmad Bilour: Thank you very much, sir. can the honourable Minister just tell me that, is this true that the people living in the cantonment, other than the army officers, are being treated as a second citizen and if it is true it should be removed?

جناب چیئرمین: جی وزیر داخلہ صاحب۔ آپ پوچھ چکے ہیں' آخری سوال آپ سے پوچھیں گے۔

چوہدری شجاعت حسین : جناب والا! ایسی situation ہے نہ ہونی چاہیئے۔

جناب الیاس احمد بلور : جناب میرے سوال کا جواب کیا ہے؟

جناب چیئرمین : انہوں نے کہا ہے کہ ایسی بات کوئی نہیں ہے اور ہونی بھی نہیں چاہیئے---- نہیں وہ تو بحث کی بات ہے ' بحث بعد میں کر لیں گے' آپ کا جواب آ گیا ہے۔ جی عاقل شاہ صاحب۔

سید عاقل شاہ : سوال یہ ہے کہ کنٹونمنٹ میں رہنے والوں کے property rights نہیں ہوتے ان کی جائیداد کے اوپر۔

جناب چیئرمین : یہ دونوں چیزیں ہیں ' There are some leases, old rights and

دونوں چیزیں ہیں۔ some outright grants

سید عاقل شاہ : Sir, I have been the member of Cantonment Board

Peshawar اس لئے میں نے اس حوالے سے پوچھا ہے۔

جناب چیئرمین : نہیں دونوں چیزیں ہیں، کنٹونمنٹ property میں کچھ گرانٹس ہیں اور کچھ leases ہیں، لمبی leases ہیں، دونوں چیزیں ہیں۔

سید عاقل شاہ : جناب والا! انہوں نے وہ change کر دی ہیں، old grant has---- been changed as new lease اور property rights اب تک civilian کے لئے نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: نہیں دونوں چیزیں ہیں، جی جناب خالد انور صاحب۔

Mr. Khalid Anwar: Sir, the basic position about this is as you rightly stated. Originally, there were two concepts, one is of an old grant in which the entitlement is only an occupancy right that is to say a person is entitled to construct a house, he is entitled to occupy the house but no legal title in the property vests in the person and it is open to the cantonment authorities at any time, may be after 10 years, 20 years, 30 years to ask him please take your house and leave and they pay him compensation and that compesnation is essentially computed on the basis of the original cost of the construction as depreciated. The allied concept is of leases of different types for transfer schedule ------ leases and other leases. These are proper legal rights recognized under the transfer of Property Act. What I understand has been happening is that in cases of old grants, in which there were some hardships, people were certainly asked to leave. Options are being given that if you agree to surrender certain parts of the property and pay a certain charge which would be a bearable charge depending on the fact in circumstances then they give them the option of acquiring lease for transfer and this policy has been adopted and is being carried

out and in principle I think it is to the advantage of the people concerned .

Mr. Chairman: For anyhow, I think you need to look into it to perhaps improve the law for the benefit of the citizens who are concerned.

Mr. Khalid Anwar: I would certainly say in principle that they write a note that people should not be asked to leave.

جناب چیئرمین۔ جی جناب آفتاب شیخ صاحب ۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: 90(a) The criteria adopted for annual evaluation in assessment of the houses, is it statutory or discretionary?

جناب چیئرمین۔ جی یہ قانون میں ہے یا دوبارہ بتا دیں جی۔

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: The 90(a) is the criterion adopted for annual evaluation and assessments of the houses or properties situated in the limit of the Cantonment are:---- criterion, is it discretionary or statutory.?

Mr. Khalid Anwar: Sir, fundamently it is statutory but the statute itself confers an element of discretion because indeed it is impossible to evaluate the property without ....

Mr. Chairman: I think under the statute may be some rules have been made for assessment of the ...

Mr. Khalid Anwar: The rules have been framed but at the end of the day there is a discretionary ....

جناب چیئرمین۔ جناب ڈاکٹر عبدالحئی صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ شکریہ جناب چیئرمین۔ کیا وزیر موصوف اس پر غور فرمائیں گے کہ کوئٹہ کنٹونمنٹ ایریا میں بہت سے غریب لوگ تھے ۔ ان کے مکان منہدم کئے گئے ہیں

اور وہ بے گھر ہوگئے ہیں بیچارے 'ان کو ملبہ تک اٹھانے کی اجازت نہیں دی گئی۔ کوئی معاوضہ کوئی رعایت ان غریبوں کو دلائیں گے جن کے مکانات گرائے گئے ہیں ۔

Mr. Chairman:- Don't arise out of this question.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ کوئٹہ کنٹونمنٹ بورڈ کی بات ہو رہی ہے جناب ۔

جناب چیئرمین ۔ نہیں ' سوال evaluation assesssment of property کا ہے اور اس میں آپ ملبہ اٹھانے کی اور پتہ نہیں کیا کیا کہہ رہے ہیں ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب وہ بھی غریب لوگ ہیں ۔ ان کی بھی کوئی فریاد ہے ۔ ان کو اس کا معاوضہ ملنا چاہئیے ۔

جناب چیئرمین۔ جی ملک عبدالرؤف صاحب ۔

ملک عبدالرؤف۔ بہت شکریہ جناب ۔ میرا سوال یہ ہے کہ کنٹونمنٹ کے ایریا میں عموماً" زمینیں لیز پر ہوتی ہیں ۔ جب لیز کی مدت ختم ہو جائے تو اس کی extension کا کیا طریقہ کار ہے اور دوسرا یہ کہ ایک ایک بنگلے کے ساتھ بہت زیادہ زمین ہوتی ہے دس بیس کنال اگر اس کو separate کیا جائے تو اس کے لئے طریقہ کار کیا ہے ۔

Mr. Chairman: Advisor for Law would you be able to speak ?

Mr. Khalid Anwar:- Well this is not a problem which is confined only to Cantonment areas, for example in Karachi or even in Lahore. The Karachi Development Authority gives land on a 99 years basis and cases are arising in which the leases have expired there is that point, element of discretion and there is I think the need and requirement that enhancement of ....

جناب چیئرمین۔ آخری سوال جناب قاسم شاہ صاحب ۔ بس بہت ہوچکے ہیں۔ جی قاسم شاہ صاحب۔

سید قاسم شاہ۔ جناب میں صرف اتنا سوال کروں گا وزیر صاحب یا ایڈوائزر صاحب سے کہ یہ جو پرابلم ابھی سامنے آئے ہیں کنٹونمنٹ ایریا کے اندر ' اس سے بھی زیادہ لوگوں کو

تکالیف ہیں لیکن جیسے وزیر داخلہ صاحب نے کہا کہ یہ خود مختار ادارہ ہے اور جب ہم بھی کبھی کنٹونمنٹ والوں سے بات کرتے ہیں، تو اس میں کیا حکومت کو حق حاصل ہے، کہ اتنا وقت یا ہاؤس کا، تو کیا کوئی ایسی پالیسی جس کے اندر عام شہریوں کے لئے جو تکالیف ہیں ان کی evaluation کی ہیں یا کیا اس کو کنٹرول کیا جاسکتا ہے یا نہیں۔

جناب چیئرمین۔ مجھے بھی سمجھ نہیں آئی ذرا وضاحت سے بتا دیں سوال کیا ہے کہ جو تکالیف ہیں لوگوں کو کنٹونمنٹ کے مسئلے پر، اس میں کوئی بہتری ہونی چاہیئے۔

سید قاسم شاہ ۔اس میں جیسے وزیر داخلہ نے کہا کہ وہ خود مختار ادارہ ہے اور بعض اوقات ان سے، ابھی جو مسئلہ زیر بحث آیا، اس پر بات کی جاتی ہے تو واقعی وہ خود مختار ادارہ ہے۔ بعض اوقات حکومت کی بھی کوئی خاص اتھارٹی بھی بات کرے تو وہ اس کا response نہیں دیتے ۔ میرا سوال یہ تھا کہ کیا حکومت ان تکالیف کو سن کر اس ادارے سے لوگوں کی سہولت کے لئے کوئی بات کرے گی ۔

Mr. Chairman: Minister for Interior.

چوہدری شجاعت حسین۔ کوئی ایسی تجویز ہو جس میں یہ کہا ہو کہ لوگوں کو تکالیف ہیں تو وہ مجھے لکھ کر بھیج دیں ۔ میں اسی کے مطابق کنٹونمنٹ بورڈ اور وزرات دفاع کو لکھوں گا ۔

$6. Haji Javed Iqbal Abbasi: Will the Minister for Defence be pleased to state the names and designations of the army personnel retired from Ist January to 31st March, 1997, indicating also, the steps taken for making payments of their dues and progress made so far in this regard together-with the details of the DSP Fund Cards in each case?

Minister for Defence: (a) 130 officers have retired between the period Ist January, 1997 to 31st March, 1997. Out of these 50 officers have already been paid their commutation/pensation, 44 officers are being paid while

---

$ Deferred from 8th May, 1997

the cases of 36 officers are in process. Information regarding their names etc. is being collected.

b) The pension of JCOs/ORs is controlled/processed by 22 various regimental centres, spread alll over the country who have been asked to provide the required information. Approximately around 3000 personnel are expected to have retired during this period. Information regarding their names etc. as soon as compiled will be placed on the floor of the Senate.

c) As regards details of Defence Services Provident Fund Cards, the Regional Controllers of Military Accounts located at Peshawar, Rawalpindi, Lahore, Multan, Karachi and Quetta maintain the Cards, have been advised by Military Accountant General to provide the requisite information and same will be placed on the floor of the Senate as soon as furnished.

Mr. Chairman: O.K. End of Question Hour leave application.

LEAVES OF ABSENCE

جناب چیئرمین۔ حاجی عبدالرحمن صاحب نجی مصروفیات کی بناء پر 14 مئی کو اجلاس میں شرکت نہیں کر سکے ۔ اس لئے انہوں نے اس تاریخ کے لئے ایوان سے رخصت درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

Mr. Chairman: Now we proceed to the next item on the agenda.

جی پوائنٹ آف آرڈر اقبال حیدر صاحب۔

POINT OF ORDER

سید اقبال حیدر ۔ جناب ہمیں خوشی ہے آج ہمارے محترم وزیر داخلہ بھی یہاں

تشریف رکھتے ہیں۔ میرا نکتہ انسانی حقوق کی پامالی سے متعلق ہے کہ ایک ہمارے ملک کا معزز بائی کمشنر واجد شمس الحسن نہ صرف یہ کہ موجودہ حکومت نے اور caretakers نے انتہائی غلط انداز میں بے بنیاد charges پر ان کو گرفتار کیا بلکہ جناب مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ ڈاکٹروں نے منع کیا کہ واجد شمس الحسن کی طبیعت اتنی خراب ہے کہ اس کو اگر آپ اڈیالہ جیل لے کر جائیں گے تو اس کی زندگی کو خطرہ ہو سکتا ہے۔ ڈاکٹروں نے احتجاج کیا' یہ ریکارڈ پر ہے کہ جناب یہ under treatment ہے۔ انہیں گردے کی بھی شکایت ہے اور السر کی بھی اور heart کی بھی۔ genuine اور مصدقہ رپورٹ کے باوجود اتنی بے حسی کا مظاہرہ کرنا چوہدری صاحب کم از کم مجھے آپ سے توقع نہیں تھی کیونکہ آپ میں تھوڑی سی رمق انسانیت میں نے ہمیشہ دیکھی ہے اور انتہائی انسانیت سوز اقدامات آپ کے دور میں ہوں' چوہدری شجاعت صاحب میرے خیال میں آپ اس پر فوری نظرثانی کریں اور ان کو فوری طور آپ ہسپتال میں منتقل کریں۔ الزام کسی اور کا گرفتار کسی اور کو یہ سکہ شاہی بند کریں۔

جناب چیئرمین۔ جی چوہدری شجاعت حسین صاحب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ تھوڑی بہت انسانیت کی بات کی گئی ہے تو آپ کو بھی معلوم ہے ' ہاؤس کو بھی معلوم ہے اور عوام کو معلوم ہے کہ پچھلے دور حکومت میں جب ہماری حکومت تھی اس میں بھی میں وزیر داخلہ تھا تو جو اس وقت میں نے کردار ادا کیا تھا ' معزز ممبر کو بھی پتا ہے ' باقی سب کو بھی پتا ہے۔ اس کے بعد جب ان کی حکومت آئی تو انہوں نے کردار ادا کیا وہ ساری قوم کو پتا ہے' ملک کو بھی پتا ہے' آپ کو بھی پتا ہے' اس سینٹ کو بھی ہے' نیشنل اسمبلی کو بھی پتا ہے اور اسی کا نتیجہ تھا کہ آج وہ وہاں پر بیٹھے ہیں اور ہم یہاں پر۔ دوبارہ اسی اقتدار میں عوام ہمیں لے کر آئے ہیں ۔ بات ظاہر ہے کہ انہوں نے تمہید ہی باندھی تھی' اڈیالہ جیل بھی باندھی تھی' لیکن میں یہ گزارش کرنا چاہوں گا کہ یقین جانیئے کسی شخص کے ساتھ' موجودہ حکومت کی پالیسی ہے کہ کسی کے انصاف کی victimization نہ کی جائے' کسی کے ساتھ ناجائز نہ کی جائے۔ جہاں تک انہوں نے واجد شمس الحسن صاحب کی بات کی ہے ' اس سلسلے میں ' میں انہیں assure کراتا ہوں کہ میں پتا کر کے کل یا پرسوں انہیں بتا دوں گا کیونکہ میں غیر حاضر تھا۔ میں نے بھی اخبار میں پڑھا تھا کہ انہیں اڈیالہ جیل پہنچایا گیا ہے۔ یہ بھی

میں نے کل پڑھا ہے تو میں اس سلسلے میں تمام تفصیلات پتا کر کے بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین۔ انور بھنڈر صاحب۔

چوہدری محمد انور بھنڈر۔ پارلیمانی روایات یہ ہیں کہ on the floor of the House جو commitment کی جائے یا on the floor of the House کوئی assurance دی جائے تو وہ assurance کم از کم حکومت کی طرف سے اس وقت میں پوری ہونی چاہئیے۔ میں نے ایک سوال اٹھایا تھا۔ یہاں اس ایوان میں سوال پوچھا تھا اور سوال یہ تھا کہ تین عورتوں نے یہاں سفر کیا ' وہ جدہ میں پکڑی گئیں اور اس سلسلے میں جو PIA کا عملہ تھا اس کو بھی suspend کر دیا گیا۔ سعودی ائر لائنز کے عملے کو بھی suspend کر دیا گیا۔ دونوں میں confusion تھا ۔ ظاہر ہے ثابت یہ ہوا کہ انہوں نے سعودی ائر لائن سے سفر کیا تھا تو اس کے عملے کو توضیح suspend کیا ہے اور فاضل وزیر خزانہ نے یہ commitment دی تھی کہ جو PK یعنی پاکستان ائر لائنز کا عملہ تھا اس کو ایک ہفتے کے اندر بحال کر دیا جائے گا لیکن ایک ہفتہ سے' جناب والا! 7 اپریل کی یہ بات ہے اور آج ایک مہینے سے اوپر ہو چکا ہے لیکن وہ اسی طرح suspended ہے اور وہ معاملہ جو ہے یہ Defence Ministry اور کیبنٹ اور اسٹیبلشمنٹ کے درمیان گھوم رہا ہے۔ اگرانہوں نے یہ commitment دی تھی یا کہ میں جناب یہ عرض کروں حکومت کی خدمت میں' کہ ان کو فوراً بحال کیا جائے گا۔ ان کا کوئی قصور نہیں ہے انہوں نے سعودی ائر لائنز پسفر کیا تھا۔

جناب چیئرمین۔ چوہدری شجاعت صاحب یہ میرے خیال میں سرتاج عزیز صاحب نے commitment کی تھی یہاں پہ' کس نے کہا تھایا commitment کس وزیر نے کی تھی۔ جی جناب۔

چوہدری شجاعت حسین۔ وہ ملک سے باہر ہیں۔ بہرحال PIA کے چیئرمین سے خود بات کرتا ہوں۔

جناب چیئرمین۔ بات کرلیں۔

چوہدری شجاعت حسین۔ میں معزز ممبر کو بھی بتا دوں گا۔

جناب چیئرمین ۔ جی جناب رضا ربانی صاحب ۔ نہیں ' پہلے آپ کرلیں ۔ میں جس کو floor دے رہا ہوں وہ پہلے بات کرے ۔ یہ آپ بانٹا نہ کریں ۔

میاں رضا ربانی ۔ شکریہ جناب میں آپ کے ذریعے حکومت کی توجہ اس بات کی طرف دلانا چاہتا ہوں کہ آج اخبارات میں یہ لکھا گیا ہے کہ جی وزیر خارجہ فوری طور پر مالدیپ سے واشنگٹن گئے ہیں اور واشنگٹن اس لیے گئے ہیں تاکہ وہ ہندوستان اور پاکستان کے درمیان جو گفتگو ہوئی ہے یا جو مذاکرات ہوئے ہیں۔ ان سے متعلق جا کر واشنگٹن کو آگاہ کریں ۔ تو چلیں یہ بھی اچھی بات ہے کہ ایک سپر پاور کو وہ مذاکرات سے آگاہ کرنے جا رہے ہیں ۔ لیکن اس سے زیادہ اہم میں سمجھتا ہوں کہ یہ بات ہے کہ اگر پاکستان کے عوام کو اور بالخصوص پارلیمنٹ کو اگر اس مسئلے پر in confidence لیا جائے اور وزیر اعظم صاحب آکر دونوں ہاؤسز کے اندر تفصیل سے بتائیں کہ ان کی کیا گفتگو ہوئی ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ وہ زیادہ مناسب ہو گا کہ پاکستان کی پارلیمنٹ کو اور پاکستان کے عوام کو یہ بات بتائی جائے کہ وہاں پر کیا گفتگو ہوئی اور کیا گفتگو نہیں ہوئی ۔ بجائے اس کے کہ وزیر خارجہ بھاگتے ہوئے واشنگٹن چلے جائیں اور وہاں پر جا کر ان کو inform کریں ۔ پاکستان کے عوام جن کا زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ۔ ان کو اس سے بالکل آگاہ نہ کیا جائے ۔ کیا مشاہد صاحب یہ undertaking دیں گے کہ on the floor of the House ایک comprehensive statement گورنمنٹ کی طرف سے آئے گی ۔

جناب چیئرمین ۔ مسٹر مشاہد حسین ایڈوائزر ۔

جناب مشاہد حسین ۔ جناب I want to say that the records state کیونکہ رضا ربانی صاحب ہمارے دوست بھی ہیں ۔ factually the inaccurate statement دیا ہے انہوں نے گوہر ایوب کا visit to Washington was scheduled in advance اٹھارہ مئی کو ان کا شیڈول وزٹ ہے ۔ he is not rushing from Male to Washington DC, he is coming to Islamabad یہ وزٹ ایک مہینہ پہلے شیڈول تھا ۔ واشنگٹن کے وزٹ کا مالے کے جو مذاکرات ہیں۔ پرائم منسٹرز آف انڈیا اور پاکستان کے درمیان' اس سے اس کا کوئی تعلق نہیں ہے۔ it is bilateral Pakistan American relations No.1. No.2 جو دوسرا ان کا پوائنٹ ہے ۔ very valid, well taken that whatever was discussed in the Summit in Male should be placed before the House ابھی کوئی ایک گھنٹہ پہلے بریفنگ ہوئی تھی ۔ پرائم منسٹر نے خود دی to the members of the Parliamentary Party اس میں کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے

our foreign policy is very apparent, it is open ., it is transparent , there are three specific ingredients of what transpired in Male, which I would like to state because I was personally present in discussions which took place both in Male as well as in Ashgabat. No. 1 that the dialogue between Pakistan and India, which had been interrupted for the last four years, has now been resumed that is No. 1. Secondly, the dialogue which has now been resumed between Pakistan and India will focus on the core question , Jammu and Kashmir as well as other issues rather than non issues. So it will not be a dialogue of the depth , it will focus on that

اس میں agreement یہ ہوا ہے کہ

next month the Foreign Secretaries of the two countries will meet in Islamabad and they will identify the areas in which working groups on various specific issues concerning Pakistan and India are to be established

اور ظاہر ہے ہمارے لیے foremost issue No.1 جو ہے

that is Jammu and Kashmir and during the talks also I want to take my Comrades into confidence that the focus was on the need to stop atrocities in occupied Jammu and Kashmir which the Prime Minister of Pakistan conveyed to the Prime Minister of India. As well as the need to stop the Human Rights violations and the need for the Indian occupation Army to vacate its aggression in Jammu and Kashmir

اس میں بڑا consistent اور بڑا clear اور بڑا

categorical affirmation of Pakistan's principled position on Kashmir was there. And No. 3 I think this is equally important that Pakistans position in terms of foreign policy has again come to centre stage in the level of SAARC. The Prime Minister had excellent meeting also with Presidnet of Sri Lanka , Prime Minister

of Bangladesh, with the King of Bhutan and the Prime Minister of Nepal

اور اس میں پاکستان کا جو ایک important role تھا as a country which is close to other

smaller countries in Asia, وہ بھی restore ہو گیا ۔ And I want to add in passing

because he also went to Ashgabat for the ECO Summit- ادھر بھی جو discussions

ہوئی ہیں ۔ Pakistan has now come back in centre stage in ECO also specially, with

reference to economic cooperation and development اور جو special discussions

ہوئی ہیں with reference to building of certain pipelines from that part to this part

of the world and the building of the highways was also discussed - اور جو special

meetings ہوئیں

with the President of Iran, the President of Turkuministan and the President of Uzbekistan. So, all in all it was an important visit that Pakistan's regional role, which in our view, had been adversely affected, I would say, in the past has now been restored and that we are playing a very clear position and role in the region. And as far as Pakistan and India relations are concerned, the other aspects were that there will be hotline established between the Prime Ministers of Pakistan and India. And that the release of civilian detenues and the release of fishermen who have been captured, has also taken place. Thank you.

Mr. Chairman: Thank you. Yes Ajmal Khattak Sahib.

جناب محمد اجمل خان خٹک۔ جناب والا! جناب وزیر اعظم صاحب کے دورے پر مجھ سے پہلے کچھ باتیں ہوئی ہیں ۔ میں ضروری سمجھتا ہوں کہ اپنی پارٹی کی طرف سے اس بارے میں ہمارا جو تاثر ہے وہ پیش کروں۔ سب سے پہلے تو ہم وزیر اعظم کے دورے کو جو سارک ، ایران اور اشک آباد کا ہوا، ملک کے مستقبل کے لئے مفید سمجھتے ہیں اور اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور ہماری دعا ہے کہ یہ کامیاب ہو اور اس علاقے میں امن کی فضا پیدا ہو ۔ اس کے ساتھ رضا ربانی صاحب نے جو تجویز پیش کی ، ہم نے اس کے بارے میں جو باتیں سنیں ان سے ہماری تسلی

ہوئی۔ میرا خیال تھا کہ خیرمقدم کرتے ہوئے میں یہ بھی کہوں گا جو رضا ربانی صاحب نے کہا کہ یہ جو دورہ ہوا اس کے بارے میں وزیر خارجہ یا خود وزیر اعظم صاحب دونوں ایوانوں میں وضاحت کریں تاکہ وہ بھی اس کے بارے میں مطمئن ہو سکیں۔

جناب چیئرمین صاحب؛ یہی کافی ہے ورنہ اس کے بارے میں جو بنیادی باتیں ہوئیں میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان کی تاریخ میں -- اس سے پہلے بھی میں نے اپنی تقریر میں کہا کہ میری پارٹی --- اس سے پہلے ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے شملہ معاہدے کے متعلق کہا تھا کہ بات چل پڑے گی۔ اس کے بعد یہ دورہ اس سے کئی لحاظ سے بہتر ہے اور ہم ایک بار پھر اس کی کامیابی کے لئے دعا کرتے ہیں اور اپنی پارٹی کی طرف سے مکمل تعاون کا یقین دلاتے ہیں۔ اس میں چند نکتے ایسے ہیں جن کے متعلق ہم نے اخبارات کے ذریعے سنا، وہ یہ کہ دونوں طرف سے یہ محسوس ہوا کہ پچاس سال تنازعہ رہنے کے بعد فائدہ ہوا یہ بڑی اچھی علامت ہے کہ دونوں نے محسوس کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ معاملہ اتنا سنگین، اشتعال انگیز اور جذباتی ہو گیا ہے کہ اس کو ایک یا دو دن میں حل نہیں کیا جا سکتا۔ اس کے لئے وہ ماحول پیدا کریں گے اور تعاون کے راستے ڈھونڈیں گے۔ اس مسئلے کی طرف یہ صحیح approach ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے اس سلسلے میں یہ محسوس کیا کہ ہمارے وزیر اعظم صاحب نے، ان کے بیانات سے جو ہم نے پڑھے ہیں اور ان کی ملاقاتوں سے جو ہم تک پہنچیں، ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ پاکستان کی عوام کی سوچ کو میاں نواز شریف صاحب نے صحیح طور پر محسوس کر لیا ہے۔ یہ ایک نیک فال اور خوش آئند امر ہے کہ بھارت اور ہمسایوں کے ساتھ تعلقات کو ٹھیک کرنا، دنیا میں دوسروں کے ساتھ تعلقات ٹھیک کرنے اور اپنے ملک کو تعمیر و ترقی کی طرف بڑھانے کا پہلا قدم ہے۔ اسی طرح یہ بھی محسوس ہوتا ہے کہ افغانستان میں جب تک امن قائم نہیں ہوتا تو اس علاقے میں امن قائم نہیں ہو سکتا خصوصاً پاکستان جس طرف بڑھ رہا ہے اس میں مشکلات ہوں گی۔ ان الفاظ کے ساتھ میں ایک بار پھر آخر میں میاں صاحب کے دورے کا خیر مقدم کرتا ہوں، اس کی تائید کرتا ہوں اور دعا ہے کہ یہ کامیاب ہو۔

جناب چیئرمین: شکریہ۔ صفدر علی عباسی صاحب۔ بس یہ آخری پوائنٹ آف آرڈر ہو گا ٹائم نہیں ہے۔

Mian Raza Rabbani: Point of order, sir.

Mr. Chairman: Safdar Abbasi Sahib on a point of order first.

Dr. Safdar Ali Abbasi: Sir, I withdraw my point of order for the time being,

آپ رضا ربانی صاحب کو ٹائم دے دیں ۔

جناب چیئرمین: جی رضا ربانی صاحب ۔

میاں رضا ربانی ۔ شکریہ جناب چیئرمین ۔ میں یہ عرض کروں گا کہ مشاہد صاحب بھی ہیں اور ڈار صاحب بھی ہیں تو،

I would just like to bring it to their notice because I do not expect that they, the PML Government, would stoop to this but probably it is someone at a lower level who is doing it and that is that the Central Secretariat of the Pakistan Peoples Party, I have with me all the bills of the Telephones and the Faxes, all of these bills were paid well in advance on the 22nd and we make sure that our bills are paid in advance but every time all the telephones, even now, have been cut and the excuse that is being given is that it has been cut due to non-payment, whereas all of these bills are here, payments have been made.

اور جناب یہ ایک دفعہ کا واقعہ نہیں ہے ۔ آئے دن کبھی ایک فیکس کو کاٹ دیتے ہیں کبھی دوسرے فیکس کو کاٹ دیتے ہیں اور بالخصوص میڈیا سنٹر کے ساتھ ہمارا جو فیکس ہے اس کے اوپر زیادہ نظر ہے کہ وہاں سے خبریں وغیرہ فیکس کی جاتی ہیں۔ میں یہ ان کے نوٹس میں لا رہا ہوں

I would be grateful if they take this matter up with the PTCL and tell them that if the bills are paid, why are they following this policy?

Mr. Chairman: I think it is a fair grievance.

Mr. Muhammad Ishaq Dar: Sir, I will chase it and I will make

sure but it has become culture of this country for many years that,

ہمارے گھر کی ٹیلی فون لائن کٹ جاتی ہیں اور ہم نے بل pay کئے ہوئے ہوتے ہیں ۔

جناب چیئرمین: بہر حال

let us try and change this culture. If the bills are paid, I think they have a right to have the telephone/fax facilities.

جناب مشاہد حسین - جناب چیئرمین! میں اس میں تھوڑی وضاحت کر دوں کہ ہم بھی ابھی تازے تازے گورنمنٹ میں آئے ہیں اپوزیشن سے اور ہمارے گھروں میں بھی چھاپے پڑے اور لوگوں سے زیادتی ہوئی۔ ہم وہ کام نہیں کریں گے جو انہوں نے کیا ہے ۔ ہمارا ایک democratic culture ہے اور commitment ہے۔ یہ بڑی غلط بات ہے اور میڈیا سنٹر ہمارا مسلم لیگ کا بھی ہے تو for the time being they can utilize this facility if they need.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر حئی بلوچ صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ - جناب Leader of the Opposition اور Leader of the House کے درمیان یہ بات طے ہوئی تھی کہ ایران میں زلزلے سے لوگ شہید ہوئے اور تباہ ہوئے ہیں ان کے لئے ہمدردی کی ایک قرارداد پاس کرنا تھی لیکن ابھی تک وہ پیش نہیں ہوئی ۔

جناب چیئرمین: جی مشاہد حسین صاحب،

In your absence, I think, a suggestion was made that the tragedy which has struck Iran, there should be a resolution moved with the consensus of the parties to express sympathies with our brothers and sisters in Iran.

تو اس سلسلے میں اگر آپ مہربانی کر کے راجہ ظفرالحق صاحب کو اور رضا ربانی صاحب کو in confidence لے کر کوئی draft بنوا لیں then it can be passed

جناب مشاہد حسین - جناب میرے خیال میں ڈرافٹ ابھی دس منٹ میں بنا لیتے ہیں کیوں کہ اس پر تو سب کا اتفاق ہے ۔

جناب چیئرمین: اچھا ڈرافٹ شاید بن گیا ہے ۔

جناب مشاہد حسین - ڈرافٹ بن گیا ہے تو let us pass it, sir, we all agree on that.

FURTHER DISCUSSION ON PRESIDENT'S ADDRESS.

Mr. Chairman: O.K., let us proceed to the President's Address. Who wants to speak first? Iqbal Haider Sahib. O.K., Syed Iqbal Haider Sahib ten minutes.

Syed Iqbal Haider: Thank you Mr. Chariman.

قبل اس کے میں صدر کے خطاب کے اقتباسات نکال کر بات کروں تو میں یہ ضرور کہنا چاہوں گا کہ کل گو کہ تقاریر صدر کے خطاب کے اوپر ہو رہی تھیں لیکن ہماری معزز رکن سینٹ، کراچی سے خاتون، ہماری بہن نے اس کو صدر کے خطاب پر بحث کی بجائے Peoples Party پر الزام تراشی کی ایک charge sheet بنا دی - ہمیں جناب چیئرمین! تنقید پر قطعاً اعتراض نہیں ہے تنقید ہونی چاہیئے۔ غلط باتوں کی نشاندہی کرنا فرض ہے۔ کوئی بری بات نہیں ہے لیکن مجھے دکھ اس وقت ہوتا ہے جب کہ ناکردہ گناہوں کی سزا کسی اور کو دینے کی کوشش کی جاتی ہے۔ ایم کیو ایم کو crush کرنے کی بات میں مختصراً کہوں گا کیوں کہ دس منٹ ہیں۔ آرمی آپریشن ہم نے نہیں محترم نواز شریف صاحب نے 27 مئی 1992ء کو شروع کیا تھا -19 جون 1992 کو جب کراچی میں آرمی اپریشن شروع ہوا تو اس وقت ہماری حکومت نہیں بلکہ ایم کیو ایم کی اتحادی حکومت اقتدار میں تھی اور بذات خود وہ اقتدار میں تھے - محترم الطاف حسین صاحب کیلئے جب اس ملک کی زمین تنگ کی گئی تو اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی، ان کے ہر دل عزیز اتحادی محترم نواز شریف صاحب کی حکومت تھی - جب محترم الطاف حسین صاحب نے یکم جنوری 1992 کو اس ملک سے خودساختہ جلا وطنی اختیار کی تو اس وقت ہماری حکومت نہیں تھی بلکہ ان کے ہر دل عزیز کی اتحادی حکومت تھی۔ جب کراچی میں مختلف مراحل پر قتل و غارت گری کے واقعات 1992-93 میں ہوئے رونما ہوئے تو ہماری حکومت نہیں تھی، ان کی اتحادی حکومت تھی۔ تو جن مظالم کا تذکرہ کل میری بہن نے کل یہاں کیا تھا تو یہ وہ بھول جاتی ہیں کہ اس وقت پیپلز پارٹی نہیں تھی بلکہ پیپلز پارٹی مظلوموں میں تھی اور ظالموں میں نہیں تھی -

ہم نے پھر بھی ہر موقع پر یہ کوشش کی ہے کہ پاکستان کے مفاد میں، اپنے کراچی

کے امن و امان کے مفاد میں کام کریں اور ہم نے الطاف حسین کی سیاسی حیثیت کو ہمیشہ تسلیم کیا اور ہم تسلیم کرتے ہیں کہ انہیں نمائندگی حاصل ہے ۔ یہ ہماری ہمیشہ دیرینہ خواہش رہی ہے کہ وہ مثبت انداز میں ہمارے ساتھ شامل ہوں' جبکہ سندھ میں دو تہائی اکثریت کے باوجود بھی ہم نے انہیں دعوت دی تھی کہ امور مملکت میں حصہ کی ذمہ داری سنبھالیں اور کیبنٹ میں بھی آئیں۔ ہمارا صرف ایک ہی نکتہ اختلاف تھا کہ دہشت گردوں کے خلاف درج مقدمات کی واپسی۔ ان کا یہ کہنا ہے کہ یہ مقدمات بے بنیاد ہیں ' ہمارے دور میں جتنی عدالتیں آزاد تھیں اس کی تو مثال آپ کو پورے پاکستان کی تاریخ میں نہیں ملے گی اور کیا کیا فیصلے ہماری حکومت کے خلاف اعلی ترین عدالتوں میں نہیں کئے گئے اور ہم نے خندہ پیشانی سے سر تسلیم خم کیا اگر کوئی بھی مقدمہ جھوٹا تھا تو پھر عدالتوں میں فیصلے کرا لیں ، آخر ہم نے 1990 میں بھی مختلف عدالتوں کا سامنا کیا اور ہم نے یہ نہیں کہا کہ آپ یہ cases واپس لیں۔ اگر جھوٹے cases ہیں تو یہ عدالتوں کو حق حاصل ہے کہ وہ جھوٹے کو جھوٹا کہیں، سچے کو سچا کہیں' اس پر آپس میں لڑائی کی کیا بات ہے۔ یہ میری ان سے گزارش ہے اور میری بہن نے بڑا صحیح لفظ استعمال کیا کہ پاکستان اس وقت ایک بڑے سنگین دور سے گزر رہا ہے اور یہ لفظ یہ تھا کہ make it or break it میری اپیل ان سے دردمندانہ یہ ہو گی کہ بی بی

let us work together to make it , don't ever think of breaking it. There is no power on earth whcih can break Pakistan, , if the people of Pakistan have the understanding and consensus against the break up. Break up

کی تو بات ہی کرنا یا سوچنا یا تذکرہ کرنا ایک غلط اورمنفی عمل ہے جس کی ہم مذمت کرتے ہیں۔ پاکستان بنانا مقصود ہے تو دہشت گردی کا خاتمہ ضروری ہے۔ پاکستان اور دہشت گردی ایک ساتھ قائم نہیں رہ سکتے۔ جمہوریت اور سیاست بندوق کی ایک ساتھ قائم نہیں رہ سکتی۔ اگر کراچی کے عوام کے لئے امن مقصود ہے تو یہ بھی کہنا چاہیئے کہ ہم مل کر کراچی کو اسلحہ سے پاک علاقہ بناتے ہیں ۔ یہ مسائل کا حل ہے ۔ آپ کو تو صرف کراچی کی نمائندگی کا حق ہی نہیں بلکہ یہ بھی انہیں فخر حاصل ہے کہ اگر وہ کراچی کے عوام کو کہیں خاموش تو وہ خاموش ہو جاتے ہیں اور ہم نے خود دیکھا ہے ۔ میری دست بستہ گزارش یہ ہے کہ وہ رہنما جو اگر کراچی کے عوام کو کہہ دے خاموش تو وہ خاموش رہے ' وہ کراچی کے عوام کو یہ کیوں نہیں کہتا کہ اسلحہ پھینک

دو، دہشت گردوں کو پکڑ لو، قتل و غارت گری بند کرو، خبر دار جو تم نے کی، یہ کیوں نہیں کہتا۔ نہیں وہ یہ نہیں کہتا۔ وہ یہ کہتا ہے ٹی وی بیچ دو، وی سی آر بیچ دو، اسلحہ خرید لو۔ جناب یہ کتنی بے تکی بات ہے۔ جناب یہ غیر منطقی بات ہے۔ یہ کراچی کی کوئی خدمت نہیں ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں مجھے deal کرنے دیں۔ شیخ صاحب ہم نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ اس ڈیبیٹ میں کہ اگر آپ نے کچھ بات کہنی ہے تو ان کی تقریر کے بعد آپ کو موقع ملے گا، تو جب آپ بات کرلیں۔ لیکن یہ کہ تقریر کو interrupt کرنا مناسب نہیں ہوگا۔ وقت تو صرف دس منٹ ہے اس میں بھی آپ مداخلت کردیں گے۔ اس کے بعد اگر آپ کچھ کہنا چاہیں تو آپ کہہ سکتے ہیں۔

سید اقبال حیدر: تو میری گزارش یہ ہے کہ اگر کراچی کے عوام کا مفاد واقعی ہمیں عزیز ہے تو کراچی کے عوام کو امن و سکون کا سانس لینے دیں۔ اب تو آپ کی حکومت ہے، آج تو ہم حکومت میں نہیں، بھئی آپ امن بحال کر دیں۔ یہ آج کیوں کراچی کی گلیوں کے اندر پھر بوریوں میں بند لاشیں آرہی ہیں۔ آج کیوں دو گروہ جو ہیں انہوں نے ایک جنگ کا سماں پیدا کیا ہوا ہے۔ آج وہ کون سی قوتیں ہیں جو کہ بھتے وصول کر رہی ہیں۔ بزنس مین اور کاروباری افراد کا دن کا چین اور رات کی نیند حرام ہے۔ بھئی آج تو ہم حکومت میں نہیں ہیں، آپ ہیں پچاس فیصد حکومت میں، ان کے معاہدے میں لکھا ہوا ہے کہ 8 وزارتیں ان کی ہیں اور 8 وزارتیں PML(N) کی ہیں۔ تو بھئی آپ دونوں اقتدار میں ہیں۔ آج کیوں کراچی کا امن روز بروز خراب سے خراب تر اور بد سے بدتر ہوتا جا رہا ہے۔ ہمیں فخر ہے کہ ہم نے دہشت گردوں کی سرکوبی کی اور سرکوبی کے عمل پر تنقید کرنا انتہائی افسوس کی بات ہے۔ مجھے دکھ اور افسوس ہے کہ جناب صدر نے ہماری حکومت کے خاتمے کے اعلانیے میں جو سب سے پہلا حملہ کیا، جو الزام لگایا وہ یہ نام نہاد extra judicial killings تھیں اور یہ extra judicial killings جناب صرف الزام لگا۔ بھارتی لابی جو پاکستان کے خلاف ہر جگہ الزام لگا رہی ہے۔ دنیا میں الزام لگا رہی ہے۔ Human Rights Commission میں، UN میں، یورپین پارلیمنٹ میں، سینیٹ میں، کانگریس میں، ہر جگہ کہ جی پاکستان میں extra judicial killings ہو رہی ہیں۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ کیونکہ ہم کشمیر میں

ہونے والے بھارتی فوج کے ظلم و بربریت کے خلاف احتجاج کرتے تھے تو as a counter ان کے diplomat نے کہا تھا ' جناب چیئرمین! آپ کو بھی یاد ہوگا کہ K for K کہ کشمیر میں ہونے ظلم و تشدد پر اگر تم آواز اٹھاؤ گے تو ہم کراچی میں ایسی صورتحال پیدا کریں گے کہ تمہیں ناکوں چنے چبوا دیں گے۔ یہ بھارتی diplomat کے عزائم سب کو معلوم ہیں۔

میری گزارش یہ ہے کہ بھئی اگر کراچی کے عوام عزیز ہیں تو امن بحال کریں۔ آپ کی حکومت ہے ۔ ہماری آپ سے اپیل ہے کہ یہ امن اس وقت تک بحال نہیں ہوسکتا ' لسانیت اور لسانی دہشت گردی' فرقہ واریت اور فرقہ وارانہ دہشت گردی اور یہ مسلح گروہ کا خاتمہ تب ہی ممکن ہے جب تک اسلحہ سے پاک علاقہ نہ بنائیں۔ ہم نے کوشش کی تھی' اسلام آباد کو ہم نے سب سے پہلے اسلحہ سے پاک علاقہ قرار دیا تھا اور اس میں کامیابی حاصل کی۔ ہم نے کراچی میں مسلح کاروائیوں کی سرکوبی کی اور اس میں بڑی کامیابی ہوئی ۔ میں آپ کو وثوق سے کہتا ہوں کہ پنجاب میں یہ صورتحال کبھی نہیں تھی جو کہ آج ہے۔ پنجاب ہمارے لئے اتنا ہی ہردل عزیز ہے جتنا ہمارا شہر کراچی ہے۔ جو فرقہ واریت' جو قتل و خون' جو قتل و غارت گری اس وقت پنجاب میں ہو رہی ہے اس کی مثال ہمارے دور میں کبھی آپ کو نہیں مل سکتی۔ تو ہم چاہتے ہیں کہ ملک میں امن ہو۔ آپ کہتے ہیں ملک توڑنے کی بات ' ہم کہتے ہیں آئیے ملک بنانے میں ' ملک کو سنوارنے میں ہم ایک دوسرے سے تعاون کریں۔ اسلحہ سے پاک علاقے پورے ملک میں قائم کئے جائیں بشمول کراچی کے۔ جناب صدر نے کہا کہ انتخابات کے نتیجے میں عوامی سوچ میں اگر امید کا عنصر نمایاں ہوا تو توقعات بھی بہت بڑھ گئیں اور یہی اس حکومت کے لئے سب سے بڑا challenge ہے ۔ لہذا ہم سب کو مل کر قوم کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ بات کوئی راز نہیں کہ بہت سے حوالوں سے قومی صورت حال اطمینان بخش نہیں لیکن صدر صاحب نے مزید کہا ۔ میں اس صورت حال کی ذمہ داری کسی ایک حکومت پر نہیں ڈال سکتا یہ ہماری گزشتہ ۵۰ سال کی کوتاہیوں اور ناکامیوں کے مجموعی نتائج ہیں۔ جس کی وجہ سے ملک کی نوجوان نسل عمومی طور پر مایوس اور دل گرفتہ ہے۔ جناب عالی! میری گزارش یہ ہے کہ صدر نے یہ تسلیم کیا ہے کہ ملک میں جو ناگفتہ بہ حالت ہے وہ ہماری حکومت کی نہیں ۵۰ سال کی کوتاہیوں کا نتیجہ ہے اور اس ضمن میں حکومت نے جو اقدامات اٹھائے ہیں کرپشن کے خاتمے کے لئے' وہ غیر موثر ہیں۔ سب سے پہلے اس ملک کے مسائل میں اس حکومت نے آ کر اضافہ کیا ہے ۔ پہلا اضافہ آٹے کی

کمیابی ہے، لوگوں کو بھوک پر مجبور کر دیا ۔ یہ ملک کے مسائل میں اضافہ کیا ہے ملک کے مسائل میں کمی نہیں کی ، دوسرا اضافہ economic stagnation مکمل یہ پہلا موقع ہے جب اسٹاک exchange کی حالت اور سرمایہ کاری کی حالت کمزور ترین ہے -----

جناب چیئرمین۔اب wind up کرلیں ۔ کافی بات کر لی ہے ۔

سید اقبال حیدر۔بس مختصر، اکنامک پیکج سے وہ مقاصد حاصل نہیں ہو سکتے جس کی انہیں توقع ہے ۔انہوں نے اپنے اکنامک پیکج کو ڈیڑھ مہینے ہی میں بدل دیا جیسا کہ میں نے احتجاج کیا ۔ چوتھی بات قرضہ اتارو ، ملک سنوارو کا نعرہ ایک غیر منطقی نعرہ ہے ۔اس کا مقصد غریبوں سے پیسے اور عطیات لینا ہیں لیکن وہ امیر اور وہ موٹے موٹے ہاتھی جو بنکوں کو لوٹ کر اربوں کھربوں روپے کھا گئے ہیں اور ان کے مل بند پڑے ہیں۔لیکن خود موٹے سے موٹے ہوتے گئے ہیں۔ان کے احتساب کے بارے میں کچھ نہیں کیا گیا۔ہمارا یہ کہنا ہے آپ یہ قرضہ اتارو ملک سنوارو کی بجائے یہ کہیں قرض وصول کرو اور ملک سنوارو ، کیسے آپ -----

جناب چیئرمین۔یہ rhyme نہیں کر رہا۔

سید اقبال حیدر۔جناب rhyme کر رہا ہے۔rhyme کرے یا نہ کرے منطقی یہی ہے۔ جب تک ان لوگوں سے آپ وصول نہیں کریں گے ۔ حکومت شاعری کرنے کے لئے نہیں آئی ہے۔ حکومت یہاں پر ملک کی معیشت کو سنوارنے کے لئے آئی ہے اور ملک کی معیشت کو انہوں نے سنوارنا ہے ۔تو خالی شاعری سے گزارہ نہیں ہوگا ۔عملی اقدامات کرنے پڑیں گے ۔قرض وصول کرو۔ اربوں روپے کے قرضے ہیں---

جناب چیئرمین۔قرض مکاؤ ملک چکاؤ وہ تو کوئی بات ہوئی ۔

سید اقبال حیدر۔نہیں جی خدا نہ کرے ،ملک چکاؤ---

جناب چیئرمین۔نہیں قرض چکاؤ ملک بچاؤ یہ تو کوئی بات ہوئی ۔

سید اقبال حیدر ۔بہت اچھا میں مشکور ہوں کہ اگر عملی اقدامات میں تھوڑا بہت شاعری کا عنصر بھی شامل ہو تو ماحول اور بھی زیادہ سازگار بنتا ہے ۔میں اس سے اختلاف نہیں کرتا لیکن میرا یہ کہنا ہے کہ یہ قرض اتارو کی مہم جو ہے یہ ناکام ہو چکی ہے ۔ آپ قرض وصول کرکے

قرض اتاریں۔دوسری بات جو آپ نے taxation کے اوپر جو امید لگائی ہیں کہ لوگ رضاکارانہ طور پر ٹیکس دیں گے۔تو یہ شیخ چلی کا خواب ہے ۔آپ کو موثر اقدامات کرنے پڑیں گے۔آپ نے ٹیکس کی شرح کم کی ہے ۔مڈل کلاس اور مجھ جیسے اشخاص کو ضرور فائدہ پہنچے گا۔لیکن جو سورما جن کا گزارہ excise evasion پر ہے ، جن کا گزارہ کسٹم ڈیوٹی evasion پر ہے ، وہ بڑے بڑے سرمایہ کار جو کہ جیتے ہی ٹیکس evasion کے اوپر ہیں ، جن کی انڈسٹری ٹھپ ہو جائے اگر انہیں سو فیصد ایکسائز ڈیوٹی دینی پڑ جائے۔ان لوگوں سے آپ کیسے وصول کریں گے ۔وہ تو رضاکارانہ طور پر راضی نہیں ہوں گے ۔یہ چھوٹے طبقے کے لوگ ، نچلے طبقے کے لوگ شاید رضاکارانہ طور پر آپ کو دس فیصد بیس فیصد دے دیں۔وہ لوگ تو جیتے ہی ٹیکس کی چوری پر ہیں۔تو جناب ان کا احتساب تو آپ کو کرنا پڑے گا۔میں آخری بات یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ بڑا افسوس ناک ہے کہ پارلیمانی نظام میں شاید پہلا موقع ہے کہ اس حکومت کو یہ اعزاز ملا ہے کہ پارلیمنٹ میں ، نیشنل اسمبلی میں حزب اختلاف کو recongnize ہی نہیں کیا گیا ۔پارلیمانی روایات کو اگر آپ نےنظر انداز کیا تو اس سے پارلیمانی نظام کو نقصان پہنچے گا۔ ہم genuinely قانون سازی چاہتے ہیں۔ہونی چاہیئے لیکن یہ کوئی طریقہ کار نہیں ہے کہ روز صبح کو بل پیش کیا اور ۲۰ منٹ کے اندر بل پاس کر لیا نہ سٹینڈ نگ کمیٹیاں اس حکومت نے بنائی ہیں---

جناب چیئرمین- بن گئی ہیں-

سید اقبال حیدر۔ نہ وہ سنجیدہ ہیں کہ کوئی سنجیدہ قانون سازی ہو ، نہ وہ جمہوری روایات کو فروغ دینا چاہتے ہیں لیکن اپوزیشن کو نیشنل اسمبلی میں offficially recognize نہیں کیا گیا اور اس کے ساتھ ساتھ اپوزیشن سے پہلے meetings ہوتی تھیں ہمارے ہاں تو یہ روایت تھی کہ اپوزیشن کے ساتھ کمیٹیوں میں بیٹھ کر روز کا ایجنڈا اور weekly ایجنڈا ہم طے کرتے تھے۔وہ meetings نیشنل اسمبلی میں ہوتی ہی نہیں ہیں۔یہاں کبھی کبھار آپ کے توسط سے، آپ کی مہربانی سے کچھ ہوتا ہے ۔ ایک اور ہماری پارلیمانی روایت تھی۔جب عوام اسمبلی کی بلڈنگ کے باہر آ کر احتجاج کریں تو حکومت کا فرض ہے ان احتجاج کرنے والوں کے پاس جائیں اور ان کی شکایات سنیں ۔ روز نیشنل اسمبلی کے باہر کوئی نہ کوئی مظلوم مجبور اپنے بینرز لیکر کھڑے ہوتے ہیں اور حکومت میں کسی کو توفیق نہیں ہوتی کہ ان کے پاس جا کر ان کا درد ہی معلوم کر لیں۔

بھی تمھیں شکایت کیا ہے ۔جناب آج بھی سکول کے اساتذہ اور ان کے اہل خانہ جب اسمبلی کے سامنے کھڑے ہوئے ہیں تو مجھے بہت دکھ ہوا ہے اور عوامی شکایات سے حکومت میں اتنی بے حسی ہے کہ مجھے سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ کس طرح سے اپنے عوامی مینڈیٹ پر عمل کریں گے ۔ جناب عالی یہی میری چند گزارشات تھیں۔ بہت شکریہ'

جناب چیئرمین۔ بہت شکریہ ' ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ میرا نام ہے ۔

جناب چیئرمین۔ آپ کا نام لکھا ہوا ہے ۔آپ کس وقت بولنا چاہیں گے ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ آج ۔

جناب چیئرمین۔ اچھا ڈاکٹر صاحب بول لیں ۔ اس کے بعد آپ ۔

جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال۔ جناب چیئرمین ! صدر صاحب کی تقریر کے کئی پہلو ہیں ۔انہوں نے قومی اسمبلی کی تحلیل کے متعلق ، معیشت کی ناگفتہ بہ حالت کے متعلق ، بدعنوانی اور احتساب کے متعلق ' عدلیہ کے ساتھ تعاون کی ضرورت کے متعلق ' امن و امان کے مسئلے کے متعلق ، ملکی دفاع اور خارجہ پالیسی کے متعلق ' اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے ---

(اس مرحلے پر جناب ڈپٹی چیئرمین (میر ہمایوں خان مری) کرسی صدارت پر متمکن ہوئے)

جسٹس (ریٹائرڈ) ڈاکٹر جاوید اقبال۔ یہ موضوع اتنے زیادہ ہیں کہ ہر ایک پر اگر تفصیل سے بات کی جائے تو کافی وقت درکار ہوگا۔ اس لئے میں صرف امن و امان کے متعلق جو ان کے خیالات ہیں اس پر تبصرہ کرنا چاہتا ہوں کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ پاکستان میں جو امن و امان کا مسئلہ ہے وہ دوسرے مسائل پر فوقیت رکھتا ہے اور باقی مسئلوں کا انحصار ہی امن و امان کی درستگی پر ہے کیونکہ جب تک ملک میں سکیورٹی نہیں ہوگی' اتنی دیر تک نہ یہاں اکنامک ڈویلپمنٹ ہو سکتی ہے اور نہ ہی کوئی اور مسئلہ حل ہو سکتا ہے ۔امن و امان کے متعلق جو مسائل ہیں۔اس کی کئی جہتیں ہیں اس میں تشدد ' خاص طور پر فرقہ وارانہ دہشت گردی اور اسی طرح ڈکیتیاں اور کئی چیزیں اس میں شامل ہیں۔حقیقت یہی ہے کہ اس ملک میں مارشل لاء لگتے رہے ہیں۔یہاں پر کئی نئے جرائم وجود میں آئے ہیں اور بالخصوص خواتین کے متعلق جو جرائم ہیں۔ان میں کئی ایسے جرائم

ہیں جن کی مثال ہماری تاریخ میں پہلے نہیں ملتی ۔ آپ کو علم ہے کہ اس ملک میں گینگ ریپ کا کوئی تصور پہلے موجود نہیں تھا۔یہ حال ہی کا ایک نیا کرائم ہے ۔اسی طرح عورتوں کے متعلق اس قسم کے کرائم ہیں جن میں ان کو برہنہ کرکے انتقام کی ہوس کو پورا کرنے کے لئے ان کے ارگرد ناچا جاتا ہے یا ان کو نچوایا جاتا ہے اور ایسی مثالیں بھی موجود ہیں۔جہاں نوجوان عورتوں کی لاشوں کو قبروں سے نکال کر ان کی بے حرمتی کی گئی ، تو یہ نئے کرائمز ہیں۔ ان سے پہلے ان کی ہمارے ہاں مثال نہیں ملتی۔ ڈکیتیاں تو ایک طرف کر دیں اور اسی طرح جو فرقہ وارانہ تشدد ہے اس کو بھی ایک طرف کر دیں۔حقیقت یہ ہے یہاں پر اسی سبب انقلابی قانون سازی کی ضرورت ہے ۔

جو اس وقت offences کا تدارک کرنے کے لئے قوانین یہاں پر موجود ہیں بالخصوص حدود کی شکل میں ؛ میں نے پچھلی مرتبہ بھی کہا تھا کہ ان میں سب سے بڑا سقم یہ ہے کہ ان کا اطلاق مشکل ہے ۔ان میں evidence کا جو معیار ہے وہ اس قدر سخت ہے کہ ان کو prove کرنا ہی مشکل ہے ۔ لہذا جو بھی سزا دی جا سکتی ہے وہ آپ حد میں نہیں دے سکتے تعزیر ہی میں دے سکتے ہیں ۔ اگر آپ ہندوستان کی تاریخ پڑھیں اور بالخصوص آپ فتوٰی عالمگیری یا اس سے پیشتر آئین فیروز شاہی یا تاریخ کی کتابوں پر نظر رکھیں تو آپ محسوس کریں گے کہ تب بھی یہ دقت ہوتی تھی ۔ مثلاً علاؤالدین خلجی کے زمانے میں سزا جو نافذ تھی زنا بالجبر کی 'وہ castorization تھی جو اب بھی بعض امریکن ریاستوں میں رائج ہے ۔ اس کا سبب یہ تھا کہ سزا تعزیر میں دی جاسکتی تھی، زنا بالجبر میں ثبوت کے معیار میں جو کہ حد کے کیس میں لیا جاتا ہے وہ ممکن نہیں ہے ۔ اسی طرح ڈکیتی کے معاملات تھے ان میں بھی تعزیر ہی میں سزا ہاتھی کے پاؤں میں روند دینا تھا ، چونکہ اس کی جو سزائیں " سورہ مائدہ " میں تجویز کی گئی ہیں ان کے لئے evidence اتنا strict درکار تھا کہ وہ نہیں دی جا سکتی تھیں ۔ آپ تاریخ فیروز شاہی کا مطالعہ کریں ، طبقات ناصری کا مطالعہ کریں ۔ تو آپ کو محسوس ہوگا کہ یہ مشکلات پہلے بھی مسلمانوں کی حکومتوں میں محسوس ہوتی رہی ہیں ۔ اب بھی ضرورت یہاں ایسی قانون سازی کی ہے جس میں تعزیر کے تحت ایسی سخت سزائیں مقرر کی جائیں تاکہ اس قسم کے جو جرائم ہیں ان کا تدارک ہو سکے ۔

جہاں تک فرقہ وارانہ دہشت گردی کا تعلق ہے' اس کا خاتمہ کس طرح کیا جا سکتا ہے ۔ فرقہ وارانہ دہشت گردی کی کئی وجوہات ہیں ۔ حالانکہ آئین میں principles of state policy

کے تحت فرقہ وارانہ سیاسی جماعتوں کے وجود میں لانے کو discourage کیا گیا ہے ۔ لیکن اب پاکستان جیسے ملک میں، جو کہ اپنے آپ کو اسلامی جمہوریہ کہتا ہے، یہ حالت ہے کہ مساجد کے باہر نمازیوں کی حفاظت کے لئے پولیس کو کھڑا کرنا پڑتا ہے ۔ مسلمان، مسلمان کو قتل کرکے اپنے آپ کو شہید سمجھتا ہے ۔ اس اعتبار سے دیکھا جائے تو اسلامی جمہوریہ پاکستان میں اس قسم کے جرائم کو فروغ حاصل ہوا ہے جو کہ زمانہ جاہلیت میں بھی موجود نہیں تھے۔ اس کی وجہ کیا ہے ؟ میں سمجھتا ہوں ، ایک بڑی اہم وجہ یہ ہے کہ اسلام کی اس تعبیر کو جو قائد اعظم اور علامہ اقبال نے ہمیں پیش کر رکھی ہے، یہاں پر عام نہیں کیاگیا ۔ ان کے ہاں کیا تھی perception اسلام کی ، کس اسلام کی بنیاد پر پاکستان وجود میں آیا تھا ؟ اگر آپ اقبال کی تحریروں کی طرف دیکھیں، کہتے ہیں Islam is neither national, nor racial ,nor personal but purely human پھر فرماتے ہیں as a culture Islam has no specific language no specific script and no specific mode of dress اس سے بات واضح ہوگئی کہ اگر اسلام purely human مذہب ہے تو انسان دوستی پرہی اس کا قیام ہے ۔ اور اسلامی ریاست کی تعریف میں بیان کرتے ہیں کہ اس کی بنیاد توحید پر رکھی گئی ہے۔ اس سے مراد کیا ہے انسانی اتحاد ، انسانی مساوات اور انسانی آزادی۔ مسلم اتحاد ، مسلم آزادی یامسلم مساوات نہیں ۔ سب انسانوں کے لئے مساوات ، سب انسانوں کے لئے اتحاد ،سب انسانوں کے لئے آزادی ۔ تو اب یہ جو تصور ہے اسلام کا جس کی بنیاد پر پاکستان وجود میں آیا اس کی بنیاد تو انسان دوستی پر رکھی گئی ۔ اس میں فرقہ واریت کی کوئی گنجائش نہیں ۔ پھر اقبال ہی کے ہاں اگر آپ ان کے six lectures کا مطالعہ کریں تو اسلام کا اصل مقصد جو وہ بیان کرتے ہیں۔ وہ یہ ہے کہ spiritual democracy to create a Spiritual democracy, this is the real object of Islam کیا ہم spiritual democracy پاکستان میں بنانے کے قابل ہو سکے ہیں؟ ابھی حال ہی میں صدر صاحب نے بھی اپنی تقریر میں کہا تھا کہ ہم قائد اعظم اور علامہ اقبال کے جوتصورات تھے ان کو پاکستان میں اپنانے کے قابل نہیں ہو سکے اور یہ حقیقت ہے کہ ہماری حکومتیں یہاں ہمیشہ compromise کرتی رہی ہیں یا ان کو خودعلم نہیں تھا کہ وہ تصورات کیا تھے جن کی بنیاد پر یہ ملک وجود میں آیا تھا، کس قسم کا اسلام ، اسلام کی تعبیر کیا تھی جس کی بنیاد پر یہ ملک قائم کیا گیا ۔ ہمارا یہ دعویٰ تھا کہ ہمارا جو تصور اسلامی ریاست کا ہے وہ سیکولر ریاست سے بہتر ہے چونکہ سیکولر ریاست کےمتعلق جو بھی مغرب میں

نظریات ہیں ، دو قسم کی سیکولر ریاستیں وجود میں لانے کو کہتے ہیں ۔ ایک تصور کی بنیاد indifference to religion کے اصول پر رکھی گئی ہے وہ capitalist countries میں تصور رائج ہے اور سارے کا سارا منافقت پر اس کا انحصار ہے۔ اب اگر ہندوستان کے بارے میں کہیں کہ وہ سیکولر ریاست ہے تو جو کچھ مسلمانوں کے ساتھ وہاں ہوتا ہے یا جو کچھ کشمیر میں اس وقت ہو رہا ہے کیا آپ کہہ سکتے ہیں کہ اسی قسم کی سیکولر ریاست ہم پاکستان میں وجود میں لانا چاہتے ہیں ۔ اسی طرح دوسرا جو تصور سیکولر ریاست کا ہے وہ wilfull suppression of religion ہے جیسے سوویت یونین میں ہوتا تھا جب وہ قائم تھی لیکن یہ دونوں تصورات جو سیکولر ازم کے متعلق ہیں indifference to religion اور suppression of religion یہ پاکستان کی اسلامی ریاست کا تصور نہیں تھا ۔ یہاں پر وہ تصور جس کی بنیاد پر پاکستان قائم کیا گیا جس کو ہم کہتے ہیں modern Islamic state اس کا تصور ہی یہ تھا کہ respect all religions and liberate and emancipate all religions' faiths and creeds یہ تھی وہ بنیاد یا اسلام کی وہ تعبیر جس پر یہ ملک قائم کیا گیا تھا اور جس کی ہم نے قطعی کوئی اشاعت نہ میڈیا کے ذریعے کی ہے ، نہ سیاست کے ذریعے کی ہے ، نتیجہ اس کا یہی ہوا جو کہ اقبال نے ہی کہہ رکھا ہے

جدا ہو دین سیاست سے تو رہ جاتی ہے چنگیزی

جب دین حق ہماری سیاست سے الگ ہو گیا تو اب چنگیزی ہی چنگیزی رہ گئی ۔ یہاں پر لا ء اینڈ آرڈر میں بھی چنگیزی ہے ، سیاست میں بھی چنگیزی ہے ۔ اسی وجہ سے ہم اس مسئلے کو ابھی تک حل نہیں کر سکے۔ میں یہ عرض کرنا چاہ رہا ہوں کہ اگر ہم قائد اعظم کی تقریر جو گیارہ اگست کی ہے یا اقبال کی تحریریں ہیں ان کی روشنی میں دیکھیں جب قائد اعظم نے کہا تھا کہ muslims will seize to be muslim, Hindus will seize to be hindu, not in the religious sense but as equal citizen of the state تو وہ یہی بیان کرنے کی کوشش کر رہے تھے کہ جو ہمارا تصور اسلامی ریاست کا ہے اس میں ہر انسان میں مساوات برقرار رہے گی ، اس میں آزادی برقرار رہے گی اور اس میں اتحاد برقرار رکھا جائے گا لیکن جس طرح آپ کے سامنے واضح ہے اس ملک میں مارشل لاء وقتاً فوقتاً لگتے رہے ، یہاں تک کہ بعض ہمارے چھوٹے صوبوں کو یہ احساس پیدا ہوا کہ ہمیں یہاں پر صوبائی خود مختاری نہیں دی جا رہی اور اسی طرح distrust پیدا ہوا ۔ حقیقت یہی ہے کہ اگر اس ملک میں جمہوریت کو پنپنے کا موقع دیا جاتا جس طرح قائد اعظم کے سامنے جو vision تو یقیناً یہاں پر

پارلیمانی فیڈرل جمہوریت قائم رہتی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب ذرا wind up کریں پلیز۔

ڈاکٹر جاوید اقبال ۔ تو میں عرض کر رہا ہوں جی ، میں بہت کم بولتا ہوں لیکن میں اس وجہ سے سب یہ کہنا چاہ رہا ہوں کہ یہ مسائل ایسے ہیں جن کے متعلق کچھ نہ کچھ کہنے کی ضرورت ہے اور اگر ہو intellectual بھی کچھ نہ کہہ سکے یا ہم اس میں صرف الزام تراشی کو ہی اپنا طریقہ کار بنا لیں تو یہ بڑے افسوس کی بات ہے ۔ یہاں بھی اپوزیشن کی طرف سے کہا جاتا ہے کہ صاحب آپ ہم پر الزام تراشی کر رہے ہیں ہم نے تو بڑا کچھ کیا اور ہم کہتے ہیں کہ نہیں صاحب ہم نے بڑا کچھ کیا ،حقیقت یہ ہے کہ ہم دونوں نے کچھ بھی نہیں کیا اور یہی وجہ ہے کہ اس ملک میں اس قسم کی اندوہناک حالت ہے ۔ ہم چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ان اصولوں کی بنیاد پر حکومت کو چلایا جائے جو بانیان پاکستان کی نگاہ میں تھے اور یہی مسائل حل ہو سکتے ہیں ۔ ہمارے سیاسی قائدین نے تو ہمیشہ یہاں منافقت سے کام لیا ۔ دوسری طرف صورت یہ ہے کہ ہمارے علماء حضرات فروعی اختلافات پر ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریبان ہوتے رہے ۔ انہوں نے کبھی یہ نہیں کہا کہ اس ملک میں کوالٹی آف لائف کو کس طرح بہتر کیا جاسکتا ہے۔ کیا انہوں نے کبھی کہا ہے کہ مسلمانوں کی نوجوان نسل جو ہے وہ سائنس کی طرف ، وہ انجینئرنگ کی طرف ، وہ ایسے مضامین کی طرف اپنی توجہ دے جس سے ملک progress کر سکے ، ترقی کر سکے۔ وہ اس بات کی طرف نہیں آتے ۔ وہ صرف روایتی اختلافات پر بحث کرتے ہیں ۔ نتیجہ یہ ہے کہ انسان دوستی پرمبنی دین جسے سیاست میں ہمارا حصہ بننا چاہئیے تھا وہ نہیں بن سکا ۔ اتفاق کی بجائے نفاق کو فراوانی حاصل ہوئی ۔ اب صورت یہ ہے کہ کیا طریقہ اختیار کیا جائے دہشت گردی کو دور کرنے کے لئے ۔ پاکستان کے بارڈر کو seal کرنے کی ضرورت ہے ۔ تعزیر کے تحت انقلابی قانون سازی بہت ضروری ہے ۔ ایسے مقدموں کے جلد فیصلوں کے لئے نئے عدالتی نظام کے بارے میں چیف جسٹس کمیٹی کو اعتماد میں لیا جا سکتا ہے ، ان کے ساتھ مشورہ کیا جا سکتا ہے ۔ ان کے تعاون کی ضرورت ہے کیونکہ This could not amount to interference with the independence of the judiciary. ہماری انٹیلیجنس ایجنسیز رول ادا کر سکتی ہیں کہ وہ سفید کپڑوں میں دہشت گردی کو روکنے کے لئے ٹاسک فورس بنائیں ، پولیس کو جدید ہتھیاروں سے لیس کرنے کی ضرورت ہے اور اس کے ساتھ ہی میں یہ گزارش کروں گا کہ پولیس

کے محکمے کے جو لوگ ہیں ، ان کی کردار کشی بند کی جائے تاکہ ان میں سے جو صحیح کام کر سکتے ہیں انہیں صحیح کام کرنے کا موقع ملے ۔ اگر ضرورت پڑے تو مذہبی جماعتوں پر پابندی لگائی جائے ، لیکن اب صورتحال یہ معلوم ہوتی ہے کہ مذہبی جماعتوں کا بھی اختیار ان دہشت گردوں پر نہیں رہا ، دہشت گرد ان کے ہاتھوں سے بھی نکل چکے ہیں اور اگر اور کوئی طریقہ کار درست ثابت نہیں ہوتا تو اس ملک میں کم از کم فرقہ وارانہ دہشت گردی کی حد تک ایمرجنسی کا اعلان کیا جائے ۔ اس میں انسانی حقوق صرف ظالم کو ہی نہ ملیں ، بلکہ مظلوم بھی ان سے فائدہ اٹھا سکیں ۔ ان گزارشات کے ساتھ میں اپنی تقریر ختم کرتا ہوں ۔ شکریہ ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی آفتاب احمد شیخ ۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا بے انتہا شکر گزار ہوں کہ آپ نے مجھے وقت دیا ۔ اس سے پہلے ڈاکٹر جاوید اقبال صاحب کی تقریر تھی ۔وہ بڑی خوبصورت تقریر تھی اور واقعی جن مسائل کی طرف انہوں نے اشارہ کیا ، اس طرف توجہ کی ضرورت ہے لیکن جناب چیئرمین صاحب! جس صورتحال سے میں دو چار ہوں وہ یہ ہے کہ مجھے ایسی پوزیشن میں place کر دیا گیا ہے کہ جس میں صرف اور صرف الزامات کا اس فلور سے جواب دینا میرا کام رہ گیا ہے۔ اس لئے کہ اس جانب سے جو اسپیکرز اب تک تقریر کر چکے ہیں۔ وہ کہیں نہ کہیں، کسی نہ کسی بہانے سے اپنی اس عادت سے باز نہیں آئے جسے ہم الزام تراشی کہتے ہیں۔ جناب چیئرمین! مثال کے طور پر ابھی اس جانب سے جس فاضل سپیکر نے تقریر کی ہے ۔ انہوں نے کیسز کا حوالہ دیا ہے اور یہ فرمایا ہے کہ عدالتوں کو فیصلہ کرنے دیں ، کیسز عدالتوں میں چلنے چاہئیں ، یہ بڑا خوبصورت concept ہے ۔ generally accepted ہے کہ اگر کسی پر کوئی کیس ہے ، اگر کسی پر کوئی ایف آئی آر ہے ، چالان ہے ۔ He must face that case in the Court of Law. ۔ جناب چیئرمین ! میں اس کمیٹی سے منسلک ہوں جو ان کیسز کے حوالے سے کراچی میں کام کر رہی ہے ۔ میری دوسری عرض جو آپ کے سامنے ہے وہ یہ ہے کہ میں ایک سینئر وکیل ہوں ، اور ایک سینئر وکیل حیثیت سے جب مجھے کمیٹی میٹنگ میں کہا گیا کہ یہ کیسز دفعہ 302 Anti -Nation Activities Act, Explosives Act ,Explosives Substance Act کے تحت ہیں اور یہ کیسز withdraw نہیں ہو سکتے۔ میں نے کہا کہ مجھے آپ کی بات بھی معقول

لگتی ہے لیکن میرے آپ سے پانچ' چھ سوالات ہیں۔میرے سوالات یہ ہیں کہ ایف آئی آر کس دن lodge ہوئی' investigation کے بعد چالان کس دن پیش کیا گیا ۔ اس جانب بیٹھے ہوئے میرے ساتھی سن لیں اور اس جانب بھی میرے جو ساتھی ہیں جنہیں کسی قسم کا ابہام ہے یا misunderstanding ہے ۔ یہ وہ سوالات ہیں جو آپ کو بھی چاہئیں ۔ میں نے پوچھا کہ ایف آئی آر کس دن lodge ہوئی ۔جس دن سے چالان پیش کئے گئے۔ کتنی دفعہ ملزمان کو عدالت میں لے جایا گیا۔ انہوں نے کتنی دفعہ آسمان دیکھا' security watch سے نکال کر ان کو کتنی دفعہ پیش کیا گیا۔ اس کے بعد گرفتاری کا عرصہ کتنا ہے ان کا اور یہ بھی بتا دیجئے کہ اس تمام عرصے میں جب سے FIR پیش کی گئی' چالان پیش کیا گیا' کتنے گواہ آپ نے ۵ سال میں examine کئے ہیں۔ آج آپ اس سے یہ کہتے ہیں کہ یہ cases withdraw نہیں ہوں گے کیونکہ یہ ۲۰۰۲ کے کیس ہیں۔ ۵ سال سے تو جیل میں ہیں۔ ایک گواہ آپ نے examine نہیں کیا ہے۔ not a single witness during five years. ایک گواہ examine نہیں ہوا ہے۔ ان میں سے کورٹوں میں پیش نہیں کیا گیا ہے۔ اس پورے ۵ سال کے اندر۔ کورٹ بند ہیں۔ ہمارا چلانا یہ ہے کہ کورٹ بند ہیں۔ کورٹ میں پیش کرو۔ یہ concept کیا اس سے زیادہ خوبصورت نہیں ہے کہ ملزم کو عدالت میں پیش کرو۔ بات کی جاتی ہے کہ کیس عدالت چلائے ۔ پہلے پیش تو کرو۔ ملزم اگر ۴ سال ؛ ۵ سال عدالت میں پیش نہ کیا جائے اور ایک گواہ بھی اس کے خلاف گزارا نہ جائے' examine نہ کیا جائے۔ ۵'۵ اور ۶'۶ سال بند وارڈوں میں' سیکورٹی وارڈوں میں اگر ملزم موجود ہو۔ اس قسم کے جھوٹے offences آپ لگائیں اور گواہ سارے کے سارے پولیس والے ہوں۔ تمام کے تمام۔ کوئی independent witness نہیں ہے باہر کی۔ پھر آپ کہتے ہیں کہ cases withdraw نہیں ہوں گے ۔ کیا آپ ان کو ۱۰ سال اور انتظار کرائیں گے ۔ ایک کیس complete کرنے میں ۶ مہینے لگتے ہیں۔

Six months to examine the witnesses, decide the case. You hang that man if he has murdered somebody. Give him the capital punishment, give him punishment for life, whatever punishment that you want to give him. Try the man, examine the witnesses against him.

واہ واہ کیا دور تھا PPP کا۔ ۳ سال ' جتنے عرصے یہ رہے ایک بھی گواہ examine نہیں ہوا۔ ایک

بھی گواہ۔ میں نے جب انتظامیہ سے یہ سوالات پوچھے، ہوم سیکرٹری سے، DIG سے، تو میں نے کہا کہ ٹھیک ہے۔

I accept your view that these cases should not be withdrawn. Give me the answer of these six questions.

Have you examined any witness in these five years, no. Did you produced the accused person in court once, no.

کورٹ بند ہے ان کی پانچ سال سے، yes

Tell me the quality of evidence that you have got against them. Except policemen where is the principle of Section 103 of Cr.P.C. Why did you not get independent witnesses?

تھانے میں بیٹھ کر ٹھپہ مارتے ہیں، منشی نامہ، دنیا بھر کے جھوٹے کیسز بنا کر اور پھر وہاں سے کھڑے ہو کر یہ چلایا جاتا ہے،

And so much so, I am really sorry to say and let me place it on record that even the ex-Prime Minister said that the cases should not be withdrawn. Have you examined these cases? Did you examine the merit of these cases? Have you seen the quality of evidence there? Have you seen whether these persons have been brought to the court? Mr. Chairman, I say on record, I want to bring it on the record that for rejection of bail applications, rejection not acceptance - rejection, 25 thousand to 30 thousand upto one lac people used to pay to these STA Courts run by them in their times, they knew it. They knew because they used to keep the bail applications for months together, for years together. They would not reject the bail applications. We say you only reject it so that we may go to the High Court and get a bail, if there is a case for bail. If the High Court rejects, we go to Supreme Court if there is a case of bail. For rejection this was the amount payable to their judges. These were the Judges. And they talk, they

clamour of withdrawal of cases, can it be in that committee, I appoint you as judge, examine these cases and then tell me whether these should be withdrawn or not. If you say, if your decision is as a conscientious, as a man with fairplay, with conscience and justice, if your decision is that the cases should be withdrawn then don't blame us. I had no other option in that committee, I said you have to withdraw. For six years they have been in jails, for five years they have been in jails, you have not examined one witness and you say that they should continue to remain in jail! Mr. Chairman,

جناب چیئرمین ! بات کرتے ہیں کہ کراچی میں بوریوں میں لاشیں آ رہی ہیں۔ میں آپ کی توجہ "ڈان" اخبار کی صرف ایک خبر پر دلانا چاہتا ہوں، یہ "ڈان" اخبار کل کا ہے اور میں جو آپ کے سامنے بات کرنا چاہتا ہوں اس پر مجھے قطعی کسی کا ڈر نہیں ہے، میں آپ کے سامنے بالکل واضح بات کرنا چاہتا ہوں۔ کیونکہ اس حکومت کو de-stabilise کرنے کے لئے پنجاب اور سندھ دونوں جگہ پوری کوششیں ہو رہی ہیں، نئے نئے مسائل پیدا کئے جا رہے ہیں۔ آٹے کا مسئلہ پیدا کیا اور چلانے آ گئے۔ اب چینی کا مسئلہ ، edible oil کا مسئلہ ، پہلے سے warning دے دی گئی کہ اس کے بعد چینی کا مسئلہ ہوگا اور اس کے بعد followed by that ، اس کے بعد جناب والا مارکیٹ سے edible oil غائب ہو جائے گا۔ یہ مسائل اس لئے پیدا کئے جا رہے ہیں کہ اس حکومت کو de-stabilise کیا جائے ، جو اس حکومت کا مینڈیٹ ہے اس کو ناکام کیا جائے۔ بات agreement کی کرتے ہیں، کیا آپ نے ہم سے agreement نہیں کیا تھا ۔ جب ہم دہشت گرد نہیں تھے، اس وقت جب آپ نے ہم سے agreement قائم کیا تب ہم اچھے لوگ تھے، اس وقت آپ 90 پر تشریف لائیں، آ کر بیٹھیں، بہن بنیں اور سب کچھ ہوا۔ اس وقت ہماری بہن بنیں تب تو اعتراض نہیں تھا، تب ہمارے منہ لکس سے دھلے ہوئے تھے، تب ہم صاف ستھرے تھے اور جب agreement مسلم لیگ نے کر لیا تو امن بھی خطرے میں پڑ گیا ، ملک بھی خطرے میں پڑ گیا، دنیا خطرے میں پڑ گئی ، پورے پاکستان ، ہندوستان دنیا بھر کا سارا مسئلہ پیدا ہو گیا صرف اس agreement کی وجہ سے۔ جناب چیئرمین بات یہ ہے کہ بات کرنے کا standard ایک ہونا چاہیئے۔ standard ایک نہیں ہے۔ اب میں آپ کی توجہ اس اخبار کی طرف دلانا چاہتا ہوں اور میں

عرض کروں گا کہ اخبار "ڈان" کہتا ہے، یہ ڈان 14 مئی کا ہے اور اس میں سے میں ایک پیرا گراف پڑھنا چاہتا ہوں۔

It is with reference to a meeting of the law and order that has taken place. One paragraph of the report of the meeting says; various conspiracy theories were discussed at the meeting presided over by the Prime Minister while the Director -General of ISI and IB gave the number of terrorists correctly operating in the country. They also wondered how a number of terrorists would get bails on fake bond. They also reportedly claimed that they could spring surprise attack on the 90. Even now they are not prepared to accept that there is democratic elected Government in the country and in the province of Sindh and in the province of Punjab.

یہ لاشیں جن کی آپ بات کر رہے ہیں، آپ کو بھی معلوم ہے اور مجھے بھی معلوم ہے کہ کیا صورتحال ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ Wind up ذرا جلدی کریں۔

جناب آفتاب احمد شیخ۔ جناب چیئرمین میں 20 منٹ لوں گا

as head of the party. I will take 20 minutes.

(interruption)

Mr. Chairman: No interference please.

Mr. Aftab Ahmed Sheikh: Sir, I was just submitting that as regards the question of extra- judicial killings that took place during the period when they run the Government. When they were in Government. This does not fit well on their cheeks and on their lips now at this moment because it is not only allegation that was levelled by the President in the order of dissolution. It was definitely an allegation but when they went to the Supreme Court and the

Supreme Court examined that allegation threadbare and the Supreme Court finally decided that this allegation is correct. If the allegation had been disapproved then the dissolution order would have been set aside by the Supreme Court only on this ground. But no, you have got the judicial verdict against you now. So, Mr. Chairman, my submission is that ...

ہم جس ماحول میں ، جن حالات میں ، جس جگہ ، جس طرح رہ رہے ہیں وہ ہمیں معلوم ہے۔ حکومت چونکہ چلی گئی ، عوام نے آپ کو رد کر دیا، اب پچاس کیڑے اس حکومت میں نکلے ہوئے ہیں۔ بھئی کیوں لوٹ مار مچائی ، احتساب سے کیوں ڈرتے ہو، جب کیا ہے تو بھگتو۔ کوئی جگہ ایسی ہے جہاں آپ کا نام نہیں آتا ہے ، کوئی بھی دفتر ، کوئی علاقہ جہاں پیسے کی بات ہے وہاں زرداری صاحب کا نام نہیں آتا ہے ۔ I name him because he has been named in cases. He has been named in cases, he has been named in many cases. کبھی اصطبل دکھایا جا رہا ہے ، کبھی گھوڑے مربہ کھا رہے ہیں۔ انسان کو روٹی نہیں مل رہی ہے۔ وہی بات ہے کہ کیک کھاؤ، تو یہ کیک کھا رہے ہیں۔ اور اب ہم پر بے وجہ کا الزام، ایک فاضل سینیٹر بڑے باعزت، میں ان کا بڑا ادب کرتا ہوں، بڑا احترام کرتا ہوں، جناب اعتزاز احسن صاحب آج نہیں ہیں میں چاہتا تھا کہ وہ ہوتے تو میں ان کا جواب دیتا۔ انہوں نے ایک figure quote کی ہے floor of the House پر ۔ انہوں نے یہ فرمایا کہ اس معاہدے کے بعد کم سے کم تین ہزار افراد کراچی میں مارے گئے، قتل ہوئے۔ دو باتیں میں آپ کی وساطت سے ان سے پوچھتا ہوں۔ نمبر ۱ جب آپ سے یہ معاہدہ ہوا تھا تب آپ نے یہ بات نہیں سوچی تھی، نمبر ۲ اعتزاز احسن صاحب آپ بیرسٹر ہیں اور بہت اچھے بیرسٹر ہیں ۔ میں آپ کی بڑی عزت کرتا ہوں کیونکہ اس فیلڈ میں ، میں آپ کے کام کو جانتا ہوں۔ جس انداز سے آپ کیس لڑتے ہیں وہ بھی میں جانتا ہوں۔ لیکن میری سمجھ میں نہیں آیا کہ آپ نے prophesy کا کام کب سے شروع کیا ہے، fore telling کب سے شروع کیا ہے، نجومی کب سے بن گئے ہیں، اگر نجومی بن گئے ہیں ، اگر یہ role adopt کر لیا ہے انہوں نے تو اپنی ex-Prime Minster کو کیوں نہیں بتایا کہ برے دن آرہے ہیں۔ آپ اپنی سب پریکٹس چھوڑ دیں۔ میرا علم نجوم یہ بتا رہا ہے ، جو زائچہ میں نے کھینچا ہے، یہ زائچہ یہ بتا رہا ہے کہ آپ کی حکومت جانے والی ہے اور آپ کے برے دن آرہے ہیں ۔ کیوں نہیں اس وقت بتایا اگر اتنا ہی

علم نجوم پر آپ کو بھروسہ ہے۔

Mr. Chairman I reject this allegation, this is absolutely false, motivated, incorrect, malafide.

کوئی بھی مرنے والا جہاں جہاں یہ لوگ destabilise کر رہے ہیں وہاں یہ بات پیدا ہو رہی ہے۔ بہت ساری باتیں motivated ہیں ۔ اقبال حیدر صاحب نے خود اپنی تقریر میں اس بات کا جواب دیا ہے۔ خود ہی الزام لگایا ' خود ہی جواب دے دیا۔ کہنے لگے ہندوستان کی لابی نے یہ کہا ہے کہ ہم کراچی میں یہ صورتحال پیدا کر رہے ہیں۔ آپ نے خود کہا تھا نہ صرف یہ جو

Your ex-Prime Minister is on record, on record having said that, Mr. Chairman, today I have been taken by surprise in this speech because I was not prepared for this speech. I came here for some other purpose, but since I have to go back, I have got up to speak. I have got the material, paper cuttings and the record available with me to show to them that the Prime Minister is on record, having said for Karachi that in Karachi, the matter is being destabilised, the killings are being done by RAW agents, Indian RAW agents. She did not accused MQM directly. I have got the statements available with me. So, my submission is that now today also Mr. Iqbal Haider says that

ہم کراچی میں یہ صورتحال پیدا کریں گے ۔ یہ " را" کے لوگوں نے کہا ہے اور انڈیا نے بیان دیا۔ ہمیں بھئی کیوں پکڑتے ہو۔ ہمیں کیوں پکڑتے ہو' یہ بھتہ بھتی کی جو بات کرتے ہو یا کراچی میں جو so called killings کی بات کر رہے ہو آپ ۔ ہم تو آپ کو وہ بات بتا رہے ہیں کہ آپ سن کر حیران ہو جاؤ گے۔ آپ تو کہتے ہیں کہ ہم elected لوگ ہیں۔ میں آپ کو بتاتا ہوں' آپ میرے ساتھ چلئے میں آپ کے ساتھ چلنے کے لئے تیار ہوں۔ جناب چیئرمین' آپ کمیٹیاں قائم کر دیجیئے I challenge them, میرے ساتھ چلیئے' لانڈھی کا علاقہ ' شاہ فیصل کا علاقہ' ملیر کا علاقہ ہے' لائنز ایریا کا علاقہ پانچ سات علاقے ہیں کراچی میں آپ کو دکھا سکتا ہوں' I cannot go, I cannot go in those areas, جس دن الیکشن ہوا ہے ' جو نیشنل اسمبلی کا candidate تھا ' جو صوبائی اسمبلی کا candidate تھا ان دونوں علاقوں میں both of them did not go جناب

چیئرمین ہمارے ایجنٹ وہاں پر نہیں تھے ، ہمارے پولنگ ایجنٹ نہیں تھے اس کے باوجود لوگوں نے ووٹ دیا۔ یہ کیوں ایسا ہو رہا ہے۔ یہ ایسا اس لئے ہو رہا ہے کہ یہ وہ لوگ جنہوں نے مسلم لیگ کو تین حصوں میں تقسیم کیا، جنہوں نے آپ کے ساتھ بھی نوازشیں کیں۔ انہوں نے ہماری طرف بھی نظر کرم کی ہے اور یہ نظر کرم آج سے نہیں ہے۔ اس پولیٹیکل process کو destabilise کرنے میں جن لوگوں کا ہاتھ ہے آج تک وہ ہاتھ چلتا چلا آرہا ہے۔ آپ کو پتہ ہے۔ ہمیں کیوں blame کرتے ہو آپ کو معلوم ہے you know the fact but you don't have the courage to say that کیونکہ آپکو C 130 میں لا کر حکومت میں بٹھایا گیا تھا ۔ یہ اس C130 کا شکریہ آپ آج تک ادا کر رہے ہیں۔ You were brought in C130 and you had handed over power and you were not capable to deliver the goods. The power was taken away from you. تو جناب چیئرمین بات بالکل واضح ہے آپ دیکھئے ایک اور خبر کا حوالہ میں دوں گا۔ ایک رسالہ ہے جناب چیئرمین جس میں ایک سینیٹر who is in this House جھوٹی خبر لگائی ہے بے بنیاد خبر لگائی ہے، بالکل غلط خبر لگائی ہے کہ اس سینیٹر کے گھر پر تمام طرح کے دہشت گردی سے ملوث activities ہو رہی ہیں، This is absolutely false, the man does not live here. He has come recently from London. He was in London and he has come last night. یہ خبریں جان بوجھ کر لگوائی جا رہی ہیں۔ یہ اس لئے لگوائی جا رہی ہیں کہ کراچی میں killings اس لئے ہو رہی ہے، بھتہ کی بات اس لئے ہورہی ہے۔ پنجاب میں دہشت گردی اس لئے ہو رہی ہے کہ

The way is being paved for certain powers to come in. Mr. Chairman don't look at the watch. I will take my seat, only two three words more, not more than that, sir.

(مداخلت)

جناب آفتاب احمد شیخ : آپ کریں، حکومت تو آپ کی گئی ہے، میری تھوڑی گئی ہے۔ میری عرض ہے جناب والا کہ ایک تو

we have to take notice of this angle of destabilization. A purposeful, deliberate destabilization of the present elected government in Punjab, as in Sindh we

have to take into consideration, the false prices which are being created and Mr. Chairman, they also have to take into consideration this yellow journalism of publishing this type of news to which I have drawn your attention. I am thankful to you Mr. Chairman. The allegations against us are totally false and are hereby rejected. Thank you very much.

Mr. Presiding Officer: Dr. Sahib you want to say something.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ، جناب چیئرمین ' جیسے کہ صدر کے خطاب پر ہمارے مختلف ممبران پارلیمنٹ ' ممبران سینٹ اپنی رائے کا اظہار کر رہے ہیں ' اس حوالے سے میں بھی چند گزارشات اس معزز ایوان میں اس طرح سے رکھوں گا کہ جہاں تک صدر کی تقریر میں خود احتسابی کی بات کی گئی ہے ' میں سمجھتا ہوں کہ خود احتسابی میں سب سے پہلے جو بڑے بڑے عہدوں پر تشریف فرما ہیں ' ذمہ دار عہدوں پر فائز ہیں ' بسم اللہ ان کو کرنی چاہیئے۔ جب تک بڑے عہدوں پر فائز لوگ خود احتسابی کی طرف نہیں جائیں گے اس وقت تک میں سمجھتا ہوں کہ ان کی یہ باتیں محض کہنے کی حد تک درست ہونگی عملاً اس کی کوئی بھی اہمیت نہیں ہو گی۔

دوسری بات اس میں شفاف ' صاف الیکشن کی' کی گئی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ شفاف اور صاف الیکشن' اس ملک میں خاص طور پر پچھلے الیکشن جو ہوئے ہیں وہ شفاف اور صاف نہیں تھے۔ بلکہ بڑے حد تک اس میں manipulation ہوئی ہے۔ میں صرف اس حد تک نہیں جاؤں گا کہ الیکشن میں صرف حکومت کی طرف سے بلکہ میں تو کہتا ہوں کہ اس ملک کے اندر الیکشن جس انداز سے ہو رہے ہیں ' جس طرح سے الیکشن کمیشن کو ایک بے اختیار ادارہ بنایا گیا ہے اور جس طرح سے اس ملک کے اندر constituencies کی جو demarcation کی گئی ہے اس کے حوالے سے ۔

تیسری بات میں یہ عرض کروں گا کہ جس طرح سے اس ملک کے اندر قانون کے مطابق پانچ لاکھ سے دس لاکھ خرچ کرنے کی پابندی کی گئی ہے عملا" لوگ کروڑوں تک ' دو' دو کروڑ ' تین' تین کروڑ روپے بھی خرچ کر لیتے ہیں ۔اس حوالے سے بھی یہ شفاف نہیں ہوسکتے ہیں ۔ بوگس شناختی کارڈ کااندراج اس ملک میں عام ہے ۔ اب تو یہ بات ہر ایک کی زبان پر ہے کہ یہاں دولت کے بل بوتے پر سیاست اور الیکشن میں حصہ لیا جاتا ہے۔ جہاں کرپشن زندگی کے

شعبوں میں رچ بس گئی ہے وہاں الیکشن کا جو ہمارا طریقہ کار ہے یا الیکشن--- جس حوالے سے یہاں مراعات یافتہ طبقے کو ، اجارہ دار کو ، سرمایہ دار کو ، جاگیردار کو پیسے کی فراوانی کی بدولت manipulation کا جتنا حق انہیں دیا گیا ہے ، قانون الیکشن کے وقت جتنا ان کے سامنے بے بس ہے میں سمجھتا ہوں ایسی مثال کہیں بھی نہیں ملتی۔

اسی صورت حال میں آگے چل کر میں یہ کہوں گا کہ صدر نے مسائل کی نشاندہی بڑے اچھے انداز میں کی ہے ۔ مگر نشاندہی ہی کافی نہیں ہے ۔ اس وقت موجودہ حکومت کو بے شمار challanges درپیش ہیں میری نظر میں اور سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حکومت وقت کو یہ فیصلہ کرنا ہوگا کہ اسے دو میں سے ایک کا سہارا لینا ہوگا ۔ یا وہ عوام کا سہارا لے یا گماشتہ سرمایہ دار ، جاگیردار کا سہارا لے ۔ یہ دو واضح یہاں مفادات ہیں اس ملک کے اندر اب تک ، پچاس سال اس ملک کو ہوئے ہیں ۔ اس میں مراعات یافتہ طبقے کے مفادات کو ہمیشہ سامنے رکھا گیا ہے اور قوانین سب ان کے مفادات کو تحفظ دینے کے لئے بنائے گئے ہیں۔ اور میں خود حیران ہوتا ہوں کہ جب یہ سنتا ہوں کہ موجودہ حکومت کہتی ہے کہ ہم Good Governance کرتے ہیں ۔ میں حیران ہوتا ہوں کہ Good Governance وہ کس طرح سے دے گی ۔ جب ان کے آس پاس ، ان کے آگے پیچھے جو ان کے ساتھ لوگ شریک ہیں وہ سب اس طرح کے لوگ ہیں جو خود لوٹ مار میں شریک ہیں ۔ وہ خود کو قانون سے بالا تر سمجھتے ہیں جو خود اربوں روپے کے بنکوں کے قرضدار ہیں ، جو خود نادہندہ ہیں تو میں حیران ہوتا ہوں کہ یہ کیا کہہ رہے ہیں یہ جو Good Governance کا تصور ہے وہ کیسے ہوگا یا تو حکومت کو یہ سوچنا چاہیے کہ واقعی وہ اس مینڈیٹ کو اپنے لئے عوام کی انقلابی حمایت سمجھتے ہیں یا جس عوام کے لئے وہ اقتدار میں آئے ہیں یا تو اس کے اوپر انحصار کرنا پڑے گا ۔پھر اگروہ واقعتا" عوام کی طاقت کو، عوام کی قوت کو ، عوام کی جمہوری رائے کو اہمیت دیں گے تب تو وہ کچھ کر سکیں گے اور اگر وہ اپنے ممبران پارلیمنٹ اور اپنے آس پاس جو لوگ موجود ہیں ، اقتدار میں قریب ہیں ، ان پر انحصار کریں گے تو جیسے پچھلی حکومتوں نے Good Governance کی باتیں کی ہیں rule of law کی باتیں کی ہیں ، معیشت کو سنبھالنے کی باتیں کی ہیں ، ان کی بھی حکومت کی باتیں محض باتیں ہو کر رہ جائیں گی۔اس سے آگے کچھ بھی نہیں ہوگا ۔

اسی حوالے سے یہ جو موجودہ حکومت نے 13ویں ترمیم کی ہے یقینا" ہم اس کو سراہتے

ہیں۔ تمام ممبران پارلیمنٹ ، سینٹ و قومی اسمبلی کے ممبران نے اس کی تائید کی ہے سب نے اس کو unanimous پاس کیا ہے اور ہم سب اس کا خیرمقدم کرتے ہیں ۔ مگر یہ ترمیم اپنی جگہ محض کافی نہیں ہے ۔ اس ترمیم سے پارلیمانی نظام تو اس ملک میں واضح ہوا ہے لیکن یہ وحدانی پارلیمانی نظام ہے ۔ اس کو وفاقی پارلیمانی نظام نہیں کہہ سکتے کیونکہ ابھی تک تمام قوت کا مرکز اسلام آباد ہے ۔ اتنی centralisation of powers اس ملک میں ہے شاید دنیا میں کہیں نظر نہیں آتا ۔ اور کہنے کو ہم صرف اس کو وفاقی نظام کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ وفاقی پارلیمانی نظام اگر واقعی آپ چاہتے ہیں تو وفاق کے اندر جو وحدتیں ہیں جو قومی وحدتیں ہیں ، صوبے ہیں آپ ان کو بھی اپنے اختیار حاکمیت ووسائل کا حق دیں ۔ یہ کتنے افسوس کی بات ہے کہ صوبائی حکومتیں اس ملک کے اندر میونسپل کارپوریشن سے زیادہ اختیارات نہیں رکھتیں ۔ انہیں مالی اختیارات حاصل نہیں ہیں ۔ مالی وسائل حاصل نہیں ہیں ۔ وہ برائے نام حکومتیں ہیں ۔ کہنے کو تو حکومت ہے لیکن چونکہ مالی وسائل نہیں ہیں اور ان کو انتظامی اختیارات اس طرح نہیں اور جو subjects ان کو دئیے ہیں وہ بھی خودمختاری کے منافی ہیں ۔ جو لفظ خود مختاری استعمال کیا جاتا ہے ۔ اس طرح سے وفاقی پارلیمانی نظام نہیں ہو سکتا۔ وفاقی پارلیمانی نظام اس وقت ہو گا جب وفاق کی تمام اکائیوں کو ملک کے اقتدار اعلیٰ میں برابر شریک کیا جائے۔ وفاقی نظام اس وقت ہو گا جب ملک کے اندر تمام وفاقی اکائیوں کو حق حاکمیت ، اختیارات ، وسائل ۔ سب کا ان کو مالک بنایا جائے اور اس وقت وفاقی نظام ہو گا جب ملک کی ریاستی مشینری میں تمام قومی وحدتوں کو شریک کیا جائے ۔ تب اس کو آپ وفاقی نظام کہہ سکتے ہیں۔ یہ جو آئینی package تھا تیرھویں ترمیم کے حوالے سے، یہ ناکافی ہے۔ یہ مثبت ضرور ہے لیکن اس کو کافی بنانے کے لئے ، اس کو عوام کے لئے زیادہ مفید بنانے کے لئے اور خاص طور پر چھوٹی قومی وحدتوں کو اعتماد میں لینے کے لئے اور اس نظام کو وفاقی پارلیمانی نظام بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ ایک اور آئینی package سامنے لایا جائے، جس آئینی package میں قومی وحدتوں کے حق حاکمیت ، اختیارات اور وسائل کو تسلیم کیا جائے۔ یہاں defence, currency, foreign affairs, communication کے علاوہ باقی تمام اختیارات قومی وحدتوں کو دیئے جائیں۔ جہاں مخلوط انتخاب کی بات کی جائے ، جہاں floor crossing کو ہمیشہ کے لئے ختم کیا جائے۔ جہاں سینٹ کو مالی اختیارات دیئے جائیں جس میں خواتین کو نمائندگی دی جائے اور جس میں ملک کی معیشت کو جاگیرداری اور گماشتہ سرمایہ داری نظام

سے نجات دلائی جائے۔ جب تک ------

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ بس ذرا wind up کریں please ذرا۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ نہیں جناب بیس منٹ، میں پارٹی لیڈر ہوں ۔ میں ہوں بھی اکیلا wind up کیسے کروں۔ ایسے wind up نہیں ہو گا۔ نہیں ، یہاں پچیس منٹ ، تیس منٹ بھی لوگوں نے بولا ہے۔ اگر اس طرح سے ہے تو پھر بیٹھ جاتے ہیں، بات نہیں کریں گے۔ یہ کوئی مارشل لاء تو نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی۔ پندرہ بیس منٹ ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ جناب پارٹی لیڈر کو یہاں پچیس تیس منٹ ملے ہیں۔ جناب میں تو ریگولر رہا ہوں۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ پندرہ بیس منٹ ہوئے ہیں پانچ منٹ اور بولیں جی۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ۔ نہیں جناب میں اپنا پورا time لوں گا۔ جناب اگر آپ اجازت دیں گے تو میں بات کروں گا، نہیں تو بیٹھ جاتے ہیں۔

Mr. Deputy Chairman: Please, please.

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ اس آئینی package میں یہ بات بھی آنی چاہئیے کہ الیکشن کمیشن بااختیار ہو اور اس کو مالی اختیارات ہوں۔ جیسے کہ دنیا کے دوسرے جمہوری ممالک میں الیکشن کمیشن کو اختیارات ہیں۔ اسی طریقے سے عدلیہ کو مالی اختیارات ہوں۔ عدلیہ کی آزادی، پریس کی آزادی کو یقینی بنایا جائے ۔ یہ ترامیم ایسی ترامیم ہیں جن کی بنیاد پر آپ کہہ سکتے ہیں کہ یہ وفاقی پارلیمانی نظام چلایا جا سکتا ہے ۔

جناب والا! خود صدر صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ ہر شخص چودہ ہزار روپیہ فی کس کا قرض دار ہے اور مزے کی بات یہ ہے کہ یہ جتنا بھی قرضہ اس ملک کے اندر لایا گیا، باہر سے 'اس کو ویسے ہی مراعات یافتہ طبقہ جواقتدار میں رہا ہے 'نے اس کو بیرونی ممالک میں منتقل کر دیا ہے 'اپنے اپنے accounts میں۔ بہت سیدھی سادی بات ہے کہ قرض دار یہاں کا بچہ بچہ ہے۔ جو بچہ اپنی ماں کی گود میں ہے وہ بھی قرض دار ہے لیکن قرضہ یہاں خرچ نہیں ہوا ہے۔

یہاں بڑے منصوبے مکمل نہیں ہوئے۔ ایک ہاتھ سے اس ملک کو دیا گیا ہے دوسرے ہاتھ سے ہمارے حکمران طبقے نے اس کو بیرونی ممالک منتقل کیا ہے۔ آج یہ کہتے ہیں کہ احتساب میں کہتا ہوں کہ corruption اس ملک کے اندر رچ بس گئی ہے۔ society کا ایک حصہ بھی ایسا نہیں ہے جہاں corruption نہ ہو ۔اس کے لئے آپ کو major surgery کی' بڑی open surgery کی ضرورت ہے۔ جب تک آپ open heart surgery نہیں کریں گے اس وقت تک corruption کو کوئی کچھ نہیں کہہ سکتا۔ احتساب یہاں پر نہیں ہو رہا ہے ۔ آج بھی احتساب کے عمل سے لوگ یہ تاثر لیتے ہیں کہ یہ یکطرفہ ہے۔ یہاں محض ایک سیکشن کو یا ایک طبقے کا اگر احتساب کرنے کی بات ہے تو سوسائٹی کے تمام لوگوں کو' تمام مراعات یافتہ طبقے کو' جنہوں نے سوسائٹی کے ساتھ ظلم اور جبر کیا ہے۔ ان سب کا احتساب ہونا چاہئیے' چاہے وہ اپوزیشن میں ہیں' چاہے وہ گورنمنٹ میں ہیں' چاہے وہ کاروباری لوگ ہیں' چاہے وہ بڑے جاگیر دار ہیں' چاہے وہ قانون سے بالا تر ہیں' سب کو اس دائرے میں لانا چاہئیے۔

دوسری گزارش میں یہ کروں گا کہ آج یہ بات بڑے دھڑلے سے کہی جا رہی ہے کہ ملک کے عوام کو یہاں معاشی انصاف دلائیں گے۔ امن و امان دیں گے۔ میں کہتا ہوں کہ آپ اسوقت تک معیشت کو ٹھیک نہیں کر سکتے جب تک کہ آپ ملک کے اندر taxes کے نظام کو بہتر نہیں کریں گے۔ آپ کاروباری طبقہ' خاص طور پر بڑے لوگوں سے taxes لیں۔ یہاں پر تمام تجارت taxation لین دین بینکوں کے بغیر ہو تا ہے۔ اگر tax system نافذ کیا جائے' tax system کے لئے چاہے دس ہزار کا بھی کاروباری لین دین ہو through چیک سسٹم۔ اگر یہاں کاروبارکو بینکوں کے ذریعے کیا جائے تو کافی حد تک اس چوری کو پکڑا جا سکتا ہے ۔ اور یہ جو ارب ہا روپیہ ڈیفالٹ ہو گئے ہیں ۔ loan defaulter ہیں میں سمجھتا ہوں کہ ان سے اس کو وصول کرنا چاہیئے اور ان سے لینا چاہیئے۔ یہ ملک کا پیسہ ہے ۔ اور جو پیسہ باہرمنتقل کیا گیا ہے ۔ اس کو واپس لانے کا بھی انتظام کیا جائے ۔ جنہوں نے اپنا قرضہ معاف کرایا ہے وہ قرضے بھی ان سے واپس لینے چاہئیں ۔ جب تک جاگیرداری سسٹم ہے بڑی بڑی جاگیرداریاں ہیں' جب تک آپ اس کے لئے land ceiling مقرر نہیں کریں گے ۔ اس کو ختم نہیں کریں گے ۔ تب تک آپ معاشیات کا کچھ نہیں کر سکتے اور یہاں کی سب سے بڑی resource ہے مین پاور۔ یہ واحد ملک ہے دنیا کا کہ لاکھوں کی تعداد میں لوگ بے روز گار ہیں ۔ پڑھے لکھے لوگ بے روز گار ہیں ۔ڈگریاں

لئے پھر رہے ہیں ۔ اگر آپ مین پاور کو استعمال نہیں کر سکیں گے ۔ اپنے resource کو ضائع کریں گے تو آپ کیسے ملک کو ترقی دے سکیں گے۔

یہ جو ہمارا نظام تعلیم ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ طبقاتی نظام تعلیم ہے ۔ مراعات یافتہ طبقے کے لئے بڑے بڑے آفیسرز پیدا کئے جاتے ہیں اور غریبوں کے بابو اور کلرک ۔ میں سمجھتا ہوں کے اس طبقاتی نظام تعلیم کو جانا چاہیئے ۔ اس کی جگہ سائنسی بنیادوں پر تعلیم کے نظام کو استوار کیا جائے تاکہ ہم ملک کے لئے وہ لوگ پیدا کریں ہنر مند لوگ ، عالم لوگ ، سائنسدان لوگ جو واقعی ملک کی معیشت کو اور ملک کے دوسرے شعبوں کو سہارا دے سکیں ۔ محض کلرک پیدا کرنے سے ملک کے اندر کوئی انقلاب نہیں آئے گا ۔ جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے ۔ میں اپنا فرض سمجھتا ہوں کہ اس کے لئے میں ضرور کچھ عرض کروں ۔ پچاس سال سے بلوچستان سے سوتیلی ماں کا سلوک کیا گیا ہے ۔ یہ حقیقت ہے اپنی جگہ پر ۔ پہلے تو یہ کہتے تھے کہ بلوچستان کے لوگ ہمیشہ حزب اختلاف میں رہتے ہیں ۔ ابھی تو جب سے یہ انتخابات ہو ئے ہیں ۔ بلوچستان کے عوام نے یا بلوچستان میں جو لوگ حکومت میں ہیں ۔ انہوں نے وفاق کے ساتھ تعاون کیا ہے۔ کسی نہ کسی شکل میں۔ آج بھی بلوچستان کی حکومت وفاقی حکومت کی غیر مشروط حمایت کر رہی ہے۔ اس کے باوجود میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کا مسئلہ ویسے کا ویسا ہے ۔ بلوچستان اس ملک کے اندر وہ واحد قومی وحدت ہے جو زندگی کے تمام شعبوں سے محروم ہے ۔ تمام سہولیات سے ۔ ایک سڑک پراجیکٹ ہے وہ بھی بند پڑا ہے ۔ سولہ ارب روپیہ خرچ کیا ہے اس کا کوئی نہیں۔ بولان میڈیکل کالج ہے ۔ وہ نامکمل ہے ۔ خضدار انجنیئرنگ یونیورسٹی فنڈز کے لئے پریشان ہے۔ بلوچستان یونیورسٹی ہے ۔ اس کا برا حال ہے ۔ کوئی ایک منصوبہ کوئی ایک پراجیکٹ ایسا نہیں ہے کہ آپ کہہ سکیں کہ وفاقی حکومت نے بلوچستان کے عوام کے لئے مکمل کیا ہو اور سب سے بڑھ کر یہ کہ 5.3 فیصد جو موجودہ حساب سے 6.44 فیصد ہمارا کوٹہ بنتا ہے اس پر آج تک عملدرآمد نہیں ہوا ہے۔ صرف کہنے کی باتیں ہیں ۔ اس طرح سے بلوچستان کیسے خوشحال ہو گا ۔ بلوچستان گوادر سی پورٹ ہے ۔ میرانی ڈیم ہے اور بے شمار ایسے منصوبے ہیں جو محض کاغذوں تک محدود ہیں ۔ کچی کینال ہے وہ بھی کاغذوں تک محدود ہے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ بلوچستان کے عوام کا اس وقت سب سے بڑا مسئلہ لاکھوں افغان مہاجرین ہیں ۔ وہ مردم شماری سے قبل ، جیسے موجودہ حکومت کہتی ہے کہ مردم شماری ہونے والی ہے۔ ہمارا یہ پرزور مطالبہ ہے وفاقی حکومت سے کہ مردم شماری سے قبل

لاکھوں افغان مہاجرین کو وہاں سے باہر افغانستان بھیج دیا جائے۔ وہ اپنے ملک جائیں۔ اب تو وہاں ان کی اپنی حکومت ہے۔ ان کو جانا چاہیئے اور انہوں نے ہمارے لیے ہیروئن کلچر کلاشنکوف کلچر اور ہماری معیشت کو سوائے تباہی کے کچھ نہیں دیا ۔ آج بلوچستان کے عوام یہ محسوس کرتے ہیں کہ لاکھوں افغان مہاجرین -----

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ thank you Doctor Sahib Please wind up کریں ۔ بہت ٹائم ہو گیا ہے ۔ پلیز

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ قومی تشخص ان کا برباد ہو رہا ہے۔ اپنا قومی تشخص چاہتے ہیں۔ آخر میں یہ ضرور عرض کروں گا کہ ہماری حکومت نے خارجہ پالیسی کے میدان میں جو ابھی ایک شفٹ لے آئی ہے وہ مثبت سمجھتا ہوں ۔ میں اس کا خیرمقدم کرتا ہوں کہ جو انہوں نے مالدیپ میں انڈیا کے وزیر اعظم سے گفت و شنید کی اور گفتگو کے ذریعے اور بحث و مباحثہ کے ذریعے مسائل کو حل کرنے کی طرف پیش قدمی کی ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ بس جی thank you ڈاکٹر صاحب زاہد خان صاحب ۔

ڈاکٹر عبدالحئی بلوچ ۔ اور ہم چاہتے ہیں کہ اس پراسس کو آگے بڑھنا چاہیئے اور میں تو کہتا ہوں کہ پارلیمنٹ کو وزیر اعظم کے لئے قرداد پاس کرنا چاہیئے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب thank you ہو گیا جی ۔ محمد زاہد خان صاحب ۔

جناب محمد زاہد خان ۔ شکریہ ۔ چیئرمین صاحب ۔ آج president کی speech پہ ہمارے اپوزیشن کے دوستوں نے اور ہم لوگوں نے بات کی ۔جناب چیئرمین! آج اس ملک کو قائم ہوئے پچاس سال پورے ہو رہے ہیں جس کے لئے ہم سلور جوبلی منانے کی تیاریاں کر رہے ہیں لیکن جناب والا ! ان پچاس سال کے گزرنے کے بعد بھی ہم یہ سوچنے پر مجبور ہیں کہ اس عرصے میں ہم نے کیا کھویا اور کیا پایا۔ میرے خیال میں ہم نے کھویا تو بہت کچھ ہے لیکن پایا کچھ بھی نہیں ۔ ہم نے تین چیزیں پائیں ۔ ایک تو یہ کہ پچیس سال گزرنے کے بعد آدھا ملک ہم کھو بیٹھے ،دوسری کرپشن اور تیسرا معاشی بحران۔

جناب چیئرمین! ہم نے کبھی یہ سوچا ہے کہ ایسا کیوں ہوا ۔ پاکستان بننے کے فوراً بعد اس وقت اس دنیا میں دو سپر طاقتیں تھیں ۔ ہم نے ایک سپر طاقت کی گود میں جا کر بیٹھنے

سے اپنی ذات کی خواہشات کی تکمیل کے لئے اس قوم کا سودا کیا۔ جس کا خمیازہ آج ہم پچاس سال کے بعد بھگت رہے ہیں' مجبور ہیں کہ قانون بنا ئیں کہ کرپشن کو کس طرح روکا جائے اور ہمارے جو اقتصادی حالات ہیں ان کو کیسے بہتر بنایا جائے - یہ ان پالیسیوں کی وجہ سے ہے کہ جب دنیا کی کوئی قوم اپنے ملک کے لئے خارجہ پالیسی بناتی ہے تو خارجہ پالیسی ہمیشہ interior policy کے ماتحت ہوتی ہے لیکن بدبختی ہے کہ ہم نے پہلے خارجہ پالیسی بنائی اور خارجہ پالیسی کی مد میں ہم نے داخلہ پالیسی کو ڈالنے کی کوشش کی ہے اور اس کا نتیجہ ہمیں آج کرپشن اور امن و امان کی خرابی کی صورت میں مل رہا ہے - یہ وہی ہماری غلطیاں ہیں جن کو آج ہم بھگت رہے ہیں -

جناب والا! اس طرف بیٹھنے والے ایک دوست نے پرسوں تقریر کی --- ایک بدبختی اس قوم میں یہ ہے کہ جو بھی آتا ہے وہ اپنے مفادات اور اپنی کرسی بچانے کے لئے سودا کرکے آتا ہے لیکن قوم کو سب دھوکہ دیتے ہیں - قوم سے ہر وہ چیز جو اس کے مفاد میں نہیں اس سے چھپاتے ہیں اور اس سے ملک کو نقصان ہوتا ہے - ہم پختون قوم تو آج بھی مظلوم ہیں - آج بھی ہم اس ملک کے اندر اپنے ملک کے لئے خیرات مانگ رہے ہیں۔ آج پچاس سال گزرنے کے بعد بھی ہم پختونوں کو ان کے صوبے کا نام بھی نہیں ملا۔

جناب والا! یہ وہی خرابیاں ہیں جن کے بارے میں ہم کبھی سوچتے نہیں - آج وزیر اعظم صاحب نے ایک بڑی اچھی بات کی ہے - یہ ہماری بات تھی پچاس سال ہم پر جو الزامات لگتے رہے کہ یہ غدار ہیں ' کافر ہیں - ہم یہی بات کہتے رہے کہ پڑوسیوں کے ساتھ آپ اچھے تعلقات قائم کریں 'اس میں آپ کی اور آپ کے ہمسایہ کی ترقی اور خوشحالی کا راز مضمر ہے - کوئی نہیں مانا۔ یہ بھی خوشی کی بات ہے کہ آج پچاس سال کے بعد اس چیز پر تو راضی ہوگئے۔ میں بات کر رہا تھا کہ اس طرف سے میرے ایک دوست یہ بات کرنے لگے کہ جو حکومتی بنچز ہیں ان میں غیر فطری اتحاد ہے - وہ اب موجود نہیں ہیں - میں ان سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ آپ کا جو مولانا فضل الرحمان سے جو اتحاد تھا وہ فطری تھا یا غیرفطری تھا اور آپ کے اس وقت کے جو وزیر داخلہ تھے انہوں نے ابھی ایک بیان دیا ہے کہ وہ جب بھی ناراض ہوتے تھے تو ہم اس کو پرمٹ دیا کرتے تھے - یہ جو سلسلہ تین سال چلا یہ پرمٹوں کا دور تھا - کوئی بھی ناراض ہوتا تھا تو اس کو پرمٹ ملتے تھے اب وہ نہیں ہیں کہ میں اس سے پوچھوں کہ کیا نواب زادہ نصراللہ خان کے

ساتھ تمہارا فطری اتحاد تھا یا صرف کرسی کی خاطر ، کرسی کو بچانے کی خاطر اور جب بھی وہ ناراض ہوتے تھے، بی بی محترمہ دوسرے دن اس کے گھر جا کر اسے راضی کرتی تھیں ۔ کیا وہ فطری تھا اور میں ابھی آتا فطری پر کہ فطری کیا تھا ۔ جناب چیئرمین! آپ بھی اس میں تھے ، ہمارے ان کے ساتھ بھی بہت اتحاد ہوئے ہیں لیکن ہماری بدبختی یہی ہے کہ جن کے ساتھ ہمارا اتحاد ہوتا ہے وہ تو welcome کرتا ہے، وہ کہتا ہے یہ بہت محب وطن ہیں، یہ بہت اچھے لوگ ہیں لیکن جب ان سے ہٹ کر دوسری طرف جاتے ہیں ، وہ کہتے ہیں جی یہ تو کافر ہیں، یہ غدار ہیں، وہ اسی طرح شروع ہو جاتے ہیں ۔ میں اس فطری اتحاد والے سے یہ بات کرتا ہوں کہ جب ہمارا آپ سے فطری اتحاد 70 میں ہوا تھا تو 72 میں جب بھٹو صاحب ، 73ء کا آئین بھی ہم نے متفقہ ان کے ساتھ پاس کیا ، اس لئے کہ اس ملک کو زخم لگا تھا ۔ ہم نے ہمیشہ کے لئے جو بھی اتحاد کئے ہیں ، وہ ملک اور قوم کے فائدے میں کئے ہیں democracy کے لئے، اپنی ذات یا اپنی پارٹی کے لئے کبھی نہیں کئے ہیں ۔ جناب والا! اسی ذوالفقار علی بھٹو صاحب نے پہلے دن اٹھ کر جمہوریت کا گلا گھونٹ دیا بلوچستان پر فوج کشی کی اور وہاں کے ایک نمائندہ حکومت کو برطرف کر دیا گیا ۔ NAP اور جمعیت علمائے اسلام کی حکومت تھی ۔ اس کے بدلے میں سرحد سے ہم نے احتجاجاً استعفٰی دیا ۔ میرے ایک دوست نے کہا کہ ان کا سرحد میں ایک صوبائی ممبر تھا اور ایک قومی اسمبلی کا ممبر تھا ۔ نہیں جناب اس میں ایک قومی اسمبلی کا ممبر تھا اور آدھا صوبائی اسمبلی کا ممبر تھا۔ وہ تھا محمد حیات خان شیر پاؤ ۔ وہ کیسے آدھا تھا کہ للہ ایوب کو ہم نے اس کے مقابلے میں، قیوم خان کے مقابلے میں اس کو بٹھایا تھا اور شیر پاؤ کو جتوایا تھا ۔ ایک ممبر سے پھر وہاں کی اسمبلی بھی بنتی ہے پھر ایک ممبر سے وہاں حکومت بھی بنتی ہے ۔ بلوچستان میں تو ایک بھی نہیں تھا تو ادھر حکومت بنی horse trading کہاں سے شروع ہوئی لیکن یہ جو پارٹی ہے ان کی بدبختی یہی ہے کہ یہ جب کرسی پر جا کر بیٹھتے ہیں تو ان کے لئے جمہوریت ہے ، یہ خوش ہیں کہ جمہوریت ہے لیکن جب یہ کرسی سے نیچے آتے ہیں تو پھر اس چیز کو بھول جاتے ہیں ۔ وہ جو دوسرے لوگ ہوتے ہیں وہ پھر غلط ہوتے ہیں ۔

جناب وہ حکومت ختم کر دی گئی ہماری پارٹی کی ۔ پچھلے دور 90ء میں غلام اسحٰق خان نے speedy courts بنائیں تو بینظیر صاحبہ کہتی ہیں کہ یہ کینگرو کورٹس ہیں اور یہ بہت زیادتی ہے ۔ اس کو یہ یاد نہیں آیا تھا کہ حیدر آباد tribunal میں چار سال سے لوگ اندر تھے اور وہاں

پر عدالت لگتی تھی جیل کے اندر وہ speedy courts کس نے بنائی تھیں ، ابتداء کس نے کی تھا۔ ابتداء یہ لوگ خود کرتے ہیں اور پھر چیختے ہیں ۔ یعنی چار سالوں میں تو یہ بھی ثابت نہیں ہوا تھا کہ یہ جو لوگ جیل میں ہیں ان کے قصور کیا ہیں ۔ یہ فطری اتحاد کی بات کرتے ہیں سمجھ نہیں آتی ہے کہ ان کے نزدیک کون سا فطری اتحاد ہے اور کون سا غیر فطری اتحاد ہے ۔ جناب چیئرمین! اس کے بعد UDF بنی ان کا وہی چیئرمین جو پیپلز پارٹی کا تھا جو عوام کے روٹی کپڑا اور مکان کے نام سے آیا تھا ، لوگ سڑکوں پر آئے اور اس نے ہٹ دھرمی سے کام لیا ، دھاندلی کی الیکشن میں ، عوام سڑکوں پر تھے تب بھی نہیں مان رہا تھا ۔ جب ضیاء الحق کا مارشل لاء لگا تو اس کی ذمہ دار بھی یہی پارٹی تھی کیوں کہ یہ ہٹ دھرمی پر تھے ۔ اب جب وہ مارشل لاء لگا تو پھر ہم ، کیوں کہ ہم تو democratic لوگ ہیں ، پھر ہم ان کے ساتھ گیارہ سال رہے اس کے باوجود کہ انہوں نے ہمیں مارا تھا، جیلوں میں ڈالے تھے ہمارے لڑکے، even میں جناب! میں نے تین مہینے ٹارچر سیل میں گزارے ہیں اس پارٹی کی وجہ سے۔ اس وقت میں طالب علم تھا ، کالج میں پڑھ رہا تھا ، مجھے اپنے جرم کا ابھی بھی پتہ نہیں ہے کہ میں نے کیا جرم کیا تھا ۔ یہ کیا جمہوریت کے دعوے کرتے ہیں، کیا بات کرتے ہیں ۔ یہ دوسروں پر الزام لگاتے ہیں تو پھر ان کے ساتھ ہم MRD کی movement میں ان کے ساتھ مارشل لاء کے خلاف شریک ہوئے۔ جناب یہ بھی اتحاد کی بات دیکھیں 88ء میں ضیاء الحق صاحب تو چلے گئے ۔ انہوں نے ہمارے ساتھ ایک agreement کیا کہ جب الیکشن ہوں گے تو یہ یہ پارٹیاں اس میں participate کریں گی اور وہاں اسی اتحاد سے ہم کام کریں گے ۔ 88ء میں پھر انہوں نے ہمارے ساتھ اتحاد توڑ دیا اور انہوں نے مولانا فضل الرحمان کے ساتھ فطری اتحاد کر کے الیکشن لڑا۔ جناب ! پھر جب الیکشن ہوئے تو پھر ان کے ساتھ ہماری coalition government بنی، لیکن اس نے پھر ہمارے ساتھ وہی کچھ کیا جو اس کے باپ نے اور پارٹی کے ارکان نے کیا تھا ۔ پھر ہم ان سے الگ ہوئے۔ یہ تو جناب والا! فطری اور غیر فطری اتحاد کا معاملہ ہے۔ انہوں نے ہمیں ایک اور طعنہ دیا کہ صوبائی مختاری کے علمبردار جب فاروق لغاری صوبائی اسمبلیاں توڑ رہے تھے تو یہ خاموش تھے۔ جناب ! جب صدر فاروق لغاری کے ذریعے پختون خواں کی اسمبلی کو معطل کیا اور یہاں تک کہ اس کے سپیکر کو بھی معطل کیا گیا ۔ یہ کون سی جمہوری روایت میں ہے۔ اس وقت یہ لوگ کیوں خاموش بیٹھے رہے۔ کیا اس وقت جو کچھ فاروق لغاری کر رہے تھے وہ صحیح تھا۔ اس وقت تو جا کر اس

سے زبردستی یہ سب کچھ کرواتے تھے ، لیکن وہ بھی جمہوریت کے process سے تو گزرے ہوئے تھے۔ پنجاب میں جو کچھ ہوا، ہارس ٹریڈنگ جو کی گئی ، حالانکہ یہ کہتے ہیں کہ ہارس ٹریڈنگ تو نواز شریف نے شروع کی لیکن میں کہتا ہوں کہ یہ تو بھٹو سے، 1971ء سے شروع ہوئی اور آج تک یہی پیشہ ان لوگوں کا ہے۔ اب جو فاروق لغاری کو طعنے دے رہے ہیں کہ اس نے ان کی حکومت کو غلط طور پر ختم کیا، لیکن میں کہتا ہوں کہ جب ہماری حکومت کو ختم کیا گیا تھا تو اس وقت ان کا ضمیر کہاں سو گیا تھا۔

جناب ! مہران بنک کا جو scandal ہوا اس میں صوبہ سرحد کی حکومت کو ختم کرنے کے لئے 26 کروڑ روپے نکالے گئے۔ جس کے ثبوت کے لئے ہمارے پاس تمام documents موجود ہیں، لیکن اس وقت ان لوگوں نے شیر پاؤ سے نہیں پوچھا کہ وہ غلط کام کر رہا ہے۔ میں یہ کہوں گا کہ صدر کے اس حکومت کو ختم کرنے کے بعد چند لوگ پیپلز پارٹی کے ساتھ رہ گئے جو اس بات کی دلیل ہے کہ عوام نے پیپلز پارٹی سے ہاتھ کھینچ لیا تھا اور وہ dissolution صحیح ہوئی تھی۔ جب عوام کسی کو mandate دیتے ہیں اور پھر وہ اس پر نہیں پورا اترتے تو پھر عوام سڑکوں پر آتے ہیں۔ اس کے بعد میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں ، بہت مہربانی۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر محمد اسماعیل بلیدی۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ان الدین عندا للہ السلام ۔ صدق اللہ العظیم۔ جناب چیئرمین ! آپ نے مجھے صدر کے 26 مارچ 1997 کے مشترکہ خطاب کے سلسلے میں جو دعوت دی ہے میں اس کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ جناب چیئرمین ! میرا تعلق جمعیت العلماء اسلام سے ہے اور میں رہائش پذیر مکران تحصیل بلیدہ اور بلوچوں سے میرا تعلق ہے۔ کیوں کہ صدر صاحب نے مختلف عنوانات پر خطاب کیا اس لئے میں چاہتا ہوں کہ صوبائی خود مختاری میں جو مرکز نے زیادتی کی ہے اس پر میں زیادہ وقت لوں گا۔ مکران پسماندہ علاقہ ہے ۔تربت ، پنجگور، گوادر اور خضدار میں زندگی کی کوئی سہولت میسر نہیں ہے۔ باوجودیہ کہ اس ترقیاتی دور میں لوگ آسمان تک پہنچ چکے ہیں وہاں ہمارے لوگ لالٹین جلاتے ہیں۔ یہ ان لوگوں کے ساتھ انتہائی زیادتی ہے۔ لندن اور یورپ میں عبرت کے طور پر لالٹین رکھے جاتے ہیں کہ وہاں پر ایک صدی پہلے لوگ اس کو جلاتے تھے ۔ میں سمجھتا ہوں کہ مرکز نے بلوچستان کو ہر دور میں نظرانداز کیا ہے اس کا

ثبوت یہ ہے کہ 70ء میں بلوچستان کی حکومت کو ختم کیا گیا اور بے نظیر نے بھی وہاں پر مداخلت کی ۔ جہاں تک فنڈز کا مسئلہ ہے بلوچستان کو پچھلے پچاس سال سے پسماندہ رکھا گیا ہے ۔ مکران میں ایک گوادر بندر گاہ ہے۔ گزشتہ حکومت نے بھی یہ کہا تھا کہ بندرگاہ تعمیر ہوگی لیکن آج تک تعمیر نہیں ہوئی۔ وہاں پر میرانی ڈیم ہے اگر اس سکیم پر کام ہو جائے تو پورے بلوچستان میں یہ سکیم غلہ فراہم کرے گی۔ سینڈک کا مسئلہ ہے، سینڈک کا پروگرام ابھی تیار ہو چکا ہے لیکن مرکزی حکومت اس کو بند کر رہی ہے ۔ میں یہ نہیں سمجھتا کہ اس کی وجہ کیا ہے۔ تربت سے لے کر مکران مل تک جو روڈ کی پوزیشن ہے ، جب سے پاکستان بنا ہے ہمارا یہ مطالبہ ہے کہ اس سڑک کو پکا کیا جائے لیکن آج تک ہمارے اس مطالبے پر کسی نے توجہ نہیں دی۔ جہاں تک کرپشن کا تعلق ہے بلوچستان یا مرکز میں ، ہر محکمے میں کرپشن کا اتنا ہاتھ ہے کہ ایک پولیس مین سے لے کر وزیرداخلہ تک اس کے بھتے تقسیم ہیں اور ایک نائب تحصیلدار سے لے کر ایک وزیراعلیٰ تک وہ آپس میں monthly لے رہے ہیں ۔ اس ملک کی کرپشن کے لحاظ سے یہ حالت ہے۔

ابھی بلوچستان میں گورنر کو لیا گیا ۔ میں سمجھتا ہوں کہ جب گورنر سندھ سے لیا جاتا ہے تو وہاں پر ان کو آدمی میسر ہوتا ہے ، جب پنجاب سے لیا جاتا ہے تو وہاں پر ان کو گورنر کے لئے بندہ ملتا ہے جبکہ بلوچستان میں وہاں سے کوئی گورنر نہیں لیا گیا ہے۔ اس دفعہ بھی مطالبہ کے باوجود گورنر کو کسی دوسرے صوبے سے ہم پر مسلط کیا گیا ۔ یہ ہمارے ساتھ زیادتی ہے۔ ہم سمجھتے ہیں کہ احتساب کا جو ذکر کیا گیا ہے ، احتساب کون کرے گا، کب کرے گا اور کس کا کیا جائے گا اس میں صدر سے لے کر ، وزیراعظم اور وزراء تک ایک ادنی کارکن بھی بچ نہیں سکے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک شوشہ ہے ۔ اس کی کوئی اہمیت نہیں ۔ صرف باتوں تک محدود ہے۔

جہاں تک این ایف سی ایوارڈ کا تعلق ہے یہ بھی بلوچستان کے ساتھ انتہائی ناانصافی ہوئی ہے اس کی ہم مکمل طور پر مخالفت کرتے ہیں۔ ہم کہتے ہیں کہ اس پر نظرثانی کے لئے اسے قومی اسمبلی اور سینٹ میں پیش کیا جائے۔ جہاں تک اگلے صدارتی انتخاب کا تعلق ہے ہم کہتے ہیں کہ صدر بلوچستان سے لیا جائے کیونکہ یہ اس کا قانونی حق ہے۔ امن و امان کا یہ حال ہے کہ موجودہ حکومت میں وزیرِ داخلہ کا ہم زلف بھی مارا جاتا ہے اور گزشتہ حکومت میں وزیر اعظم محترمہ بے نظیر کا بھائی بھی مارا گیا۔ یہ ہماری کہاں حفاظت کریں گے۔ جوہماری خارجہ پالیسی ہے اس میں امریکہ

کھلم کھلا مداخلت کر رہا ہے۔ یہاں جو بھی فیصلے ہوتے ہیں وہ امریکہ کرتا ہے، پاکستان کب تک امریکہ کا غلام بنا رہے گا، میں چاہتا ہوں کہ پاکستان کو چاہیئے کہ وہ خودمختار ہو اور اپنے فیصلے خود کرے۔ امریکہ کو ہمارے اندرونی معاملات میں مداخلت نہیں کرنی چاہیئے۔افغانستان میں دو تہائی علاقوں پر طالبان کا قبضہ ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ تمام اسلامی ممالک کو بشمول پاکستان اس کو تسلیم کرنا چاہیئے۔

مہنگائی اس حد تک بڑھ چکی ہے کہ غریب آدمی، مزدور ، گریڈ4، گریڈ 5 کے ملازم جن کی دو ڈھائی ہزار تنخواہ ہے وہ اس مہنگائی میں کیسے اپنے بچوں کا پیٹ پال سکیں گے۔اس نئی حکومت نے عوام کو تحفے کے طور پر مہنگائی دی ہے ۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ مہنگائی نے عوام کو بہت پریشان کیا ہے ۔ عوام کو ان سے بہت توقع تھی ۔انہوں نے اس حکومت کو بہت بڑا مینڈیٹ دیا کہ وہ تبدیلی لائیں گے۔ میں سمجھتا ہوں کہ روز بروز حالات بدتر ہوتے جا رہے ہیں، کوئی تبدیلی کے آثار نظر نہیں آتے ۔ جب تک اس ملک میں نظام تبدیل نہیں ہوگا، جب تک اسلامی نظام نافذ نہیں ہو گا ، اس وقت تک اس ملک میں کسی تبدیلی کا امکان نہیں۔ اس لئے جمعیت علماء اسلام چاہتی ہے .Change of system not change of person جمعیت علماء اسلام کا یہ منشور ہے کہ اس ملک کا نظام اسلامی ہونا چاہیئے ۔جب ایک اسلامی نظام نافذ ہو جائے گا تو یہاں ہر ایک اپنے آپ کو محاسبے کے لئے خود پیش کرے گا۔ ہم اس کی مثال ایران اور افغانستان کے طور پر دے سکتے ہیں کہ وہاں اسلامی نظام نافذ ہے ، وہاں حالات بہتر ہیں ، وہاں کسی پرظلم نہیں ہوتا ہے، وہاں ہر لحاظ سے دیکھا گیا ہے کہ امن ہے۔اگر اس ملک میں اسلامی نظام آ جائے تو پھر اس ملک میں انصاف اور مساوات کا دور ہوگا اور زیادتی ختم ہو جائے گی۔ جب تک اس ملک کا سسٹم صحیح نہیں ہو گا اس وقت تک یہ ملک بدتر سے بدتر حالات میں رہے گا۔

دوسری بات یہاں غربت کا مسئلہ ہے ، یہاں اگر کوئی غریب ہے تو غریب ترہے، اگر کوئی امیر ہے تو امیر ترہے ۔ یہاں 22 خاندانوں نے پاکستان کو 50 سال سے لوٹا ہے۔ یہاں جو بیوروکریٹ ہیں انہوں نے پاکستان کو لوٹا ہے اور اگر کوئی وزیر اعظم انہیں ہاتھ لگائے گا تو وہ ضرورکسی ڈپٹی کمشنر ، ڈائریکٹر ، سینیٹر یا ایم ۔این۔ اے کا رشتہ دار ہوگا اور وہ ان کے لئے رکاوٹ بنے گا کہ یہ ہمارا رشتہ دار ہے۔ اس ملک کو 50 سال سے لوٹا گیا ہے ، اگر احتساب ہو تو ان لوگوں کا ہو جو کرپٹ ہیں ۔ جنہوں نے اس ملک کا بیڑہ غرق کر دیاہے۔ یہاں بہتری اسی صورت

میں ہو سکتی ہے کہ وزیر اعظم پہلے اپنے بندوں کا احتساب کرے جو کہ 50 سال سے اس ملک میں ملوث چلے آ رہے ہیں۔

تیسری بات یہ کہ یہاں پیپلزپارٹی والے الزام لگاتے ہیں مسلم لیگ پر، مسلم لیگ والے الزام لگاتے ہیں پیپلزپارٹی پر۔ میں سمجھتا ہوں یہ دونوں امریکہ کو نوازتے ہیں، کوئی اس ملک کا خیر خواہ نہیں ہے۔ اپنے آپ کو show کرتے ہیں کہ ہم قوم کے خیر خواہ ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ دونوں امریکہ کو نوازتے ہیں اور امریکہ جو چاہتا ہے یہ دونوں پارٹیاں امریکہ کے لئے پاکستان میں کام کر رہی ہیں۔بلوچستان کو جو خوامخواہ نظر انداز کیا گیا ہے۔ہم واضح طور پر بتانا چاہتے ہیں اور ہم یہ نہیں سننا چاہتے، ہم مرکز کو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ ابھی بلوچستان کا حق ہم مانگیں گے۔ہم بھیک نہیں مانگتے۔ یہ ہمارا حق ہے اور اگر آپ شرافت سے نہیں دیں گے تو اس ایوان سے اور پوری قوم سے مخاطب ہو کر کہہ رہے ہیں کہ ہم زبردستی مرکز سے اپنا حق ضرور مانگیں گے۔گیس، بلوچستان سے نکلتی ہے، پنجاب تک جاتی ہے، سرحد تک جاتی ہے اور جو علاقے کوئٹہ میں آتے ہیں۔وہاں ابھی تک گیس نہیں ہے۔یہ شرم کی بات ہے۔یہ کوئی مذاق نہیں ہے ہم پاکستان کے غلام نہیں ہیں۔ہم پاکستان کے باشندے ہیں اور پاکستان کے ساتھ ہمارا بھی یہ حق بنتا ہے۔ پاکستان کوئی تعویز نہیں ہے جو گلے میں ہو تو ہماری بیماری ختم ہوجائے گی۔ میں کہنا چاہتا ہوں کہ مکران، خصدار، قلات، ژوب لورالائی ۵۰ سال سے پسماندہ ہیں۔ان کی پسماندگی دور کی جائے۔ورنہ ہم نے یہ سوچا ہے کہ مشترکہ طور پر اس سیشن کا بائیکاٹ کرنے کے لئے تیار ہوں گے تاکہ بلوچستان کے ساتھ جو زیادتی ہے، جو ناانصافی ہے، جو بیروزگاری ہے۔ اب اس کو ہم مزید برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔لہذا میں مطالبہ کرتا ہوں کہ بلوچستان کا پورا حق دیا جائے۔جو معدنیات، سنگ مرمر کوئلہ اور گیس جو ہم سپلائی کرتے ہیں۔سب سے پہلے ہمارا حق بنتا ہے۔ہمارا وہ حصہ ہمیں دیا جائے۔

این ایف سی ایوارڈ میں بلوچستان کو مکمل طور پر نظر انداز کیا گیا ہے۔ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں۔بلوچستان کو ۵ ارب روپے کا نقصان این ایف سی ایوارڈ سے ہو رہا ہے۔جو نگران حکومت نے پیش کیا ہے۔ہم اس کو مسترد کرتے ہیں۔ہمارا مطالبہ ہے کہ اس کو دوبارہ سینٹ اور قومی اسمبلی میں پیش کیا جائے تاکہ یہ ہمارا جو حق مارا گیا ہے وہ ہمیں مل جائے۔لہذا آخر میں میں یہ کہتا ہوں کہ اس ملک میں جو کرپشن ہے، جو مایوس کن حالات تھے، صدر پاکستان نے

خود تقریر میں کہا ہے کہ ہم اس سسٹم میں، اس ملک میں فیل ہو چکے ہیں۔میں سمجھتا ہوں کہ نواز شریف صاحب کو یہ جو مینڈیٹ ملا ہے ' اگر اس دفعہ بھی نواز شریف فیل ہو گیا تو پھر سیاستدانوں کو استعفیٰ دینا چاہیئے اور فوج کو دعوت دینی چاہیئے کہ ہم سیاست میں فیل ہو چکے ہیں۔اس ملک کو اب فوج سنبھالے۔لہذا میں کہتا ہوں کہ نواز شریف صاحب کو اس مینڈیٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے اس ملک میں اسلامی نظام نافذ کرنا چاہیئے تاکہ اس ملک میں زیادتی کرپشن اور یہ جو ظلم ہو رہا ہے ' اسلامی نظام ان برائیوں کو ختم کر سکتا ہے۔باقی دنیا میں جتنے بھی نظام ہیں وہ فیل ہو چکے ہیں۔ صرف ایک نظام اسلام کا ہے ۔ ہماری نظریں اسلام پر لگی ہوئی ہیں اور انشاء اللہ میں کہتا ہوں کہ اگر اسلامی نظام نافذ ہو تو اس ملک میں بالکل انصاف آئے گا۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔شکریہ' wind up کریں۔

ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی۔ لہذا میں آخر میں آپ کا شکریہ ادا کرتا ہوں اور میں پھر کہتا ہوں کہ بلوچستان کی جو پسماندگی اور خود مختاری ہے ۔مرکز اپنے ناجائز رویے کو بدلے اور بلوچستان کا جو حق بنتا ہے وہ بلوچستان کو ملنا چاہیئے کیونکہ ۵۰ سال سے اس کے ساتھ زیادتی ہو رہی ہے ۔شکریہ'

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ شکریہ 'سید قاسم شاہ۔

سید قاسم شاہ۔ شکریہ ' جناب چیئرمین! ۲۶ مارچ کا صدر پاکستان کا خطاب ' اس پر بات کرنے سے قبل میں یہ کہوں گا کہ میں نے بہت سے صدر صاحبان کے خطاب قومی اسمبلی اور سینٹ میں سنے ہیں اور موجودہ حکومت سے قبل صدر صاحب کا خطاب بڑا اہمیت کا حامل تھا۔اس کی دلیل یہ ہے کہ جب وہ اسمبلیوں کو وقت سے پہلے توڑتے تھے تو وہ یہ کہتے تھے کہ ہم نے اپنے خطاب میں یہ نشاندہی کی تھی اور اس پر حکومت پوری نہیں اتری ۔لہذا یہ جواز بنتا ہے ۔ میں اس بات پر موجودہ حکومت اور وزیر اعظم پاکستان میاں محمد نواز شریف صاحب کو مبارکباد دیتا ہوں۔ میں 85ء کے بعد سے پارلیمنٹ کا رکن رہا ہوں اور ہمیشہ اسمبلی توڑی گئی ہے صدر صاحب کے خطاب کے بعد' تو میں یہ کہوں گا کہ اس تیرہویں ترمیم کے آنے سے وہ خطرہ ٹل گیا ہے ۔ اور اب میں اس خطاب کو اتنی اہمیت نہیں دیتا یہ اب ایک رسمی بات ہے ----

(اس مرحلے پر اذان نماز ظہر کی آواز ایوان میں گونجی)

جناب ڈپٹی چیئرمین۔جی سید قاسم شاہ صاحب۔

. حاجی عبدالرحمن۔ جناب کورم نہیں ہے ۔

جناب ڈپٹی چیئرمین۔ گھنٹیاں بجائی جائیں۔

(کورم کے لئے گھنٹیاں بجائیں گئیں)

(اس دوران کورم پورا نہیں تھا)

Mr. Deputy Chairman: The House is adjourned to meet again on Friday at 9.30 a.m .

(The House then adjourned to meet again at 9.30 a.m.in the morning on Friday 16th May,1997.)